## اندھی تقلید و تعصب میں

# تحریفِ کتاب وسنّت

تالیف وپیشکش

**الشیخ محمد منیر قمر حفظہ اللہ**

عشرون
عشرون رکعۃ

ترتیب وتدوین

**شکیلہ قمر صاحبہ**

www.KitaboSunnat.com

توحید پبلیکیشنز بنگلور (انڈیا)

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں ✧ کس درجہ ہوئے فقیہانِ حرم بے توفیق

# اندھی تقلید و تعصّب میں

# تحریفِ کتاب و سنّت

تالیف

**شیخ ابو عدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ**

ترتیب و تدوین

**ام محمد شکیلہ قمر**

ناشر

توحید پبلیکیشنز، بنگلور (انڈیا)

جمیع الحقوق محفوظۃ

❖ نامِ کتاب
اندھی تقلید و تعصّب میں
# تحریف کتاب وسنّت

❖ تالیف
فضیلۃ الشیخ ابو عدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

❖ تدوین
ام محمد شکیلہ قمر

❖ کمپوزنگ
عدنان قمر

❖ ری سیٹنگ اور کور ڈیزائن
شاہد ستار

❖ طبع اول
سنہ ۱۴۲۹ھ ، سنہ ۲۰۰۸ء

❖ تعداد
۳۰۰۰

❖ ناشر
توحید پبلیکیشنز، بنگلور (انڈیا)

## ہندوستان میں ملنے کے پتے

**1-چارمینار بک سنٹر**
چارمینار روڈ، شیواجی نگر، بنگلور۔ ۵۶۰ ۰۵۱
**2-دار التوعیۃ**
اسلامی سی۔ ڈیز، کیسیٹس اور بک ہاؤس۔
نمبر: ۷، فرسٹ کراس، چارمینار مسجد روڈ
فون: ۲۵۵۴۹۸۰۴۔۰۸۰
شیواجی نگر، بنگلور۔ ۵۶۰۰۵۱

**1-Charminar Book Center**
**Charminar Road,Shivaji Nagar,**
**BANGALORE-560 051**
**2.Darul Taueyah**
**Islamic Cassettes,Cds & Books House,**
**Door# 7,Ist Cross**
**Charminar Masjid Road**
**SivajiNagar Bangalore-560 051**
**Tel:080-25549804**

**Emailto: tawheed_pbs@hotmail.co**

# فہرستِ مضامین

- حرفِ گفتنی 5
- مقدمہ از فضیلۃ الشیخ علاّمہ ابو انس محمد یحییٰ گوندلوی ﷾ 9
- حنفی مستدل روایات 10
- تحریف کی بعض صورتیں اور اسباب 11
- ① حدیث سے عدمِ معرفت 11
- ② حدیث کے وہ الفاظ جو ان کے اقوال کے خلاف آتے ہیں ان کو حذف کر دینا۔ 12
- ③ مطلب براری کیلئے حدیث میں اضافہ کرنا۔ 12
- ④ دھوکہ اور فریب کی خاطر کسی کے قول کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر دینا 13
- ⑤ صحیح حدیث کے مقابلے میں حدیث گھڑنا 13
- اندھی تقلید و تعصّب میں تحریفِ کتاب و سنّت 17
- تغیر و تبدل کا وقوع 18
- بعض دیگر لفظی و معنوی تغیرات 22
- ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور میں ایک استفتاء 26
- مدیر ''الاعتصام'' کا نوٹ 28
- محدّث جلال پوریؒ کا محقّقانہ مقالہ 29
- پانچ ⑤ شہادتیں 30

- یہ تحریف کب ہوئی؟ کس نے کی؟ اور کیوں کی؟ 36
- کتاب اللہ میں تحریف واضافہ 37
- مولانا محمد اشرف سندھوؒ کی تحقیقات کا خلاصہ 40
- چار ④ حملے 41
- وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا. 51
- ① مشہور کُتب کی طرف غلط روایات کی نسبت کے چند نمونے 56
  ② دیوبند کے خاتم المحدّثین مولانا انور شاہؒ صاحب کا غلط افتراء 57
- اصل احادیث میں من گھڑت الفاظ کا اضافہ 58
- غیر صحیح روایات وآثار کا معروف کتبِ حدیث کی طرف انتساب 61
- حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کی طرف غلط انتساب 63
- خلفاء وصحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف انتساب میں اخطاء واَوہام 63
- قرآنِ کریم کی آیات میں تغیر وتبدل اور کمی وبیشی 65
- اعتراض 70
- جواب 70
- الغرض 75
- فہرست مصادر ومراجع 77

# حرفِ گُفتنی

**اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهُ وَ نَسْتَعِيْنُهُ وَ نَسْتَغْفِرُهُ ،وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَاهَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. أَمَّا بَعْدُ:**

قارئینِ کرام ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔

اسلام کے ارکانِ خمسہ میں سے عقیدۂ توحید ورسالت کے بعد سب سے اہم ترین رکن نمازِ پنجگانہ ہے جسکی مسنون طریقہ سے ادائیگی ضروری ہے کیونکہ صحیح بخاری شریف میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

(( صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ )) [۱]

”تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح نماز پڑھتے ہوئے تم نے مجھے دیکھا ہے“۔

اس مسنون اور صحیح طریقۂ نماز اور اسکے متعلقات کو قدرے مفصّل اور مدلّل طور پر جمع کرنے اور پھر اسے ریڈیو متحدہ عرب امارات ،ام القیوین کی اردو سروس سے پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو چکی ہے، اور افادۂ عام کیلئے ہماری دخترِ عزیز ام محمد شکیلہ قمر نے (۷۸٦) قسطوں پر مشتمل اس طویل پروگرام میں سے چیدہ چیدہ موضوعات کو الگ الگ کتابی شکل بھی دے دی ہے۔ جبکہ طہارت ونماز کے احکام ومسائل پر مشتمل مفصّل کتاب ”فقہ الصلوٰۃ“ کی بعض

---

[۱] صحيح بخاري بتحقيق د.البغا ۲/۱۱۱ ، ۱۰/۴۳۸ ، ۱۳/۲۳۱ .

جلدوں کو مکمل طور پر بھی مرتب کر دیا ہے اور بعض کی ترتیب میں شرکت کی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ ہماری اُس کتاب ''فقہ الصلوٰۃ'' کو تکمیل و طباعت کے تمام مراحل سے گزار کر اسے لوگوں کیلئے ذریعۂ ہدایت بنائے اور ہمارے نامۂ اعمال میں اسے ثبت فرما کر ہماری نجات کا ذریعہ اور دنیا و آخرت میں فوز و فلاح کا باعث بنائے۔ اللہ رب العزّت ہماری عزیزہ شکیلہ قمر سلّمہا اللہ کو توفیقِ مزید سے نوازے اور اس کی اس خدمت کو قبول فرمائے۔

صرف طہارت و نماز سے متعلقہ مسائل اور ان کے دلائل کا مطالعہ کرنے کے دوران ہی کئی مسائل کے دلائل میں ہیر پھیر، تحریف اور تغیر و تبدل کی کئی شکلیں سامنے آئیں۔ انہیں انکے متعلقہ مقامات پر بھی مختصر انداز سے ذکر کر دیا گیا ہے لیکن مناسب معلوم ہوا کہ ان تحریفات، مغالطات، تغیّرات اور تبدیلیوں کو یکجا الگ کتابی شکل بھی دے دی جائے تاکہ موضوع سے متعلقہ معلومات یکجا ہی مل جائیں۔ تاکہ کورانہ واندھی اور جامد تقلید کے ساتھ ساتھ مذہبی تعصب و تنگ نظری کے کرشمے ان سادہ لوح مسلم عوام کے سامنے بھی آجائیں جنہیں حیلوں بہانوں سے آر پار کے قصّے کہانیاں سنا سنا کر اور ان لوگوں کے فضائل و مناقب کے پل باندھ باندھ کر انہی کی پیروی پر آمادہ کرنے کی بھرپور کوششیں کی جارہی ہیں اور کم پڑھے لکھے لوگوں کو قرآن وسنّت سے دور کرنے کیلئے نبیٔ اکرم ﷺ کی حدیث پڑھنے پڑھانے والوں ہی کے بارے میں نہیں بلکہ خود حدیثِ شریف اور محدّثین کے بارے میں بھی بعض لوگوں کی طرف سے وہ زبان درازیاں کی جارہی ہیں کہ **الامان والحفیظ**۔

اسی پر بس نہیں بلکہ بعض واقعات تو انتہائی افسوسناک ہیں کہ پرانے مسائل کو چھیڑ کر سلفی حضرات کو گالی گلوچ، رسائل و کتب کی تالیف و توزیع اور مساجد تک کو جلانے اور گرانے کی کاروائیاں پاکستان اور انڈیا میں اہلِ تقلید نے شروع کر رکھی ہیں۔ پاکستان کے ڈویژن ہزارہ ضلع مانسہرہ شہر بٹگرام کی مسجد عثمان بن عفان کو مقامی متعصب احناف نے آگ لگا دی، یہ واقعہ ۲۰۰۴ء کا ہے اور اس مسجد کے متولی شیخ عمر خطاب الریاض میں موجود ہیں ان سے تفصیلات

معلوم کی جاسکتی ہیں، اسلام آباد سے شائع ہونے والے عربی ماہنامہ ''سیاحة الامة'' میں اس واقعہ کی بارے میں کئی صفحات میں رپورٹ شائع کی گئی تھی۔ جلتی مسجد میں قرآن کے نسخے [مع اردو ترجمہ و تفسیر۔ احسن البیان] بھی جلنے لگے بعض لوگوں کے توجہ دلانے پر کہا گیا کہ '' جلنے دو۔ یہ سعودی قرآن ہے''۔ یہ خبریں کئی دیگر اخبارات میں بھی شائع ہوئیں۔

آندھرا پردیش ہندوستان کے شہر گنٹور میں ماہِ رمضان ۱۴۲۷ھ میں سلفی خواتین نے اپنی ایک مسجد میں باجماعت تراویح کیلئے آنا شروع کیا، احناف نے روکنا چاہا شور مچایا سر پھوڑے اور بالآخر اس مسجد کو ہی گرادیا گیا۔ جسے اب دوبارہ تعمیر کیا گیا ہے۔ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ.

آندھرا کے ہی ایک شہر گرم کنڈا میں ایک سلفی عالمِ دین مولانا عبدالباسط ریاض امیر صوبائی جمعیت اہلِ حدیث اندھرا پردیش (A.P) کو مسجد میں بند کر کے جبراً اس اقرار پر دستخط کرنے پر مجبور کیا گیا کہ میں مناظرے میں ہار گیا ہوں جبکہ کوئی مناظرہ ہوا ہی نہیں تھا۔

ایک مفتی ''معصوم'' نے پچھلے دنوں ہندوستان میں شور مچائے رکھا کہ اہلحدیث ہمیں حدیث سے بلکہ قرآن و حدیث سے اکٹھا کلمہ لکھا دکھائیں، اس طرح غیر مسلم عوام کی نظر میں اسلام کی بنیاد کو مشکوک کر دینے کی احمقانہ کوشش کی گئی۔ اور یہ سب باتیں اخبارات کی زینت بن چکی ہیں۔ اور وہ ہمارے پاس بھی ریکارڈ میں موجود ہیں بوقتِ ضرورت پیش کی جاسکتی ہیں۔

یہ معلومات طویل عرصہ سے بطونِ کتب و رسائل میں منتشر اور ایک عرصہ تقریباً ۲۰ سال سے ہمارے پاس جمع تھیں اور ہم انہیں یکجا شائع کرنے سے پہلو تہی کرتے رہے لیکن مذکورہ واقعات کے رو پذیر ہونے اور بعض حضرات کے اپنی ''پاکیٔ داماں کی حکایت'' کو بڑھائے چلے جانے کی بناء پر اس رسالہ میں شائع کرنے کا ارادہ کرلیا ہے۔ کتاب پریس میں جانے کیلئے تیار تھی کہ ہمیں جناب ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی [کراچی] کی تالیف ''قرآن و حدیث میں تحریف'' کی کاپی بھی مل گئی جو کہ اس موضوع پر مفصل و مدلل کتاب ہے جس میں انہوں نے اصل و محرّف تمام نصوص کے فوٹو بھی لگا دیئے ہیں۔ اس کتاب سے ہم نے مولانا محمد

یحیٰی گوندلوی حفظہ اللہ کی تقریظ وغیرہ بعض افادات معمولی ترمیم کے ساتھ باحوالہ نقل کیئے ہیں۔ **فَجَزَاهُمَا اللّٰهُ خَيْراً.**

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے وہ جامد و اندھی تقلید اور تعصّب و تنگ نظری سے کام لینے کی بجائے تلاش و تحقیق اور بحث و تدقیق کا عادی بنائے اور کتاب سنّت کے مقابلے میں کسی کے قیل وقال پر عمل پیرا ہونے سے بچائے۔

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ سے یہ بھی دعاء ہے کہ جن برادرانِ اسلام نے اس کتاب کی طباعت و اشاعت میں دامے درمے قدمے سخنے کسی بھی طرح شرکت کی ہے، اللہ تعالیٰ انکے جان و مال اور علم و اعمال میں برکت فرمائے۔ آمین۔

**جَزَاهُمُ اللّٰهُ أَحْسَنَ الْجَزَاءِ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ**

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

الخبر ۔ الحکمۃ الکبری ابوسلمان / محمد منیر قمر نواب الدین
۲۷/۶/۱۴۲۸ھ ترجمان سپریم کورٹ الخبر وداعیہ متعاون بمراکز الدعوۃ
۱۲/۶/۲۰۰۷ء والارشاد بالدمام والظہران والخبر (سعودی عرب)

◆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# مقدمہ از فضیلۃ الشیخ علاّمہ ابوانس محمد یحییٰ گوندلوی حفظہ اللہ

یہ مقدمہ شیخ ابوانس گوندلوی حفظہ اللہ نے دراصل جناب ڈاکٹر ابوجابر عبداللہ دامانوی حفظہ اللہ کی کتاب ''قرآن و حدیث میں تحریف'' کیلئے بطورِ تقریظ لکھا تھا جسے اپنے موضوع کی مناسبت سے ہم نے ان کے شکریہ کے ساتھ بطورِ مقدمہ یہاں درج کر دیا ہے۔ جَزَاہُ اللّٰہُ خَیْراً۔ ابوعدنان

امتِ مسلمہ جب سے تقلیدی جمود کا شکار ہوئی ہے، اسی وقت سے کتاب وسنت کی شریعتِ مطہرہ میں جو حیثیت ہے وہ مقلدین کے ہاں بے معنیٰ سی ہو کر رہ گئی ہے۔ یوں تو ہر تقلیدی گروہ کتاب وسنت پر عمل کا دعویٰ کرتا ہے مگر اختلافی مسائل میں عملاً یہ دعویٰ محلِ نظر ہے اس لیئے کہ ہر گروہ نے اپنے امام اور مقتدا کے قول کو حرفِ آخر سمجھا ہوا ہے اور اپنے امام کے قیاسی وآرائی اقوال جو کتاب وسنت سے صریحاً متصادم ہیں ان میں کتاب وسنت کو پسِ پشت ڈالتا ہے اور اپنے امام کے قول کو بہر صورت راجح قرار دیتا ہے اور یہ عذرِ لنگ پیش کیا جاتا ہے کہ ہم کتاب وسنت کی نصوص کو سمجھنے کی سکت نہیں رکھتے۔ ہماری بصیرت امام کی رائے اور بصیرت کے مقابلے میں ہیچ ہے۔ اور پھر ہمارا اپنے امام کے بارے میں حسنِ ظن ہے کہ وہ نصوص کی مخالفت نہیں کرسکتا لہٰذا حق وہی ہے جو ہمارے امام نے سمجھا ہے۔

تقلیدی جمود وتسلط کے بعد جو گروہ معرضِ وجود میں آئے، ان میں سے ہر ایک نے خود کو حق پر سمجھا:

﴿كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ﴾ (المؤمنون: ۵۳)

'' جو چیز جس فرقے کے پاس ہے وہ اسی سے خوش ہو رہا ہے''۔

جس سے محاذ آرائی کا راستہ کھل گیا۔ پس پھر کیا تھا ہر ایک نے اپنے امام کو امامِ اعظم ثابت کرنے کیلیئے اس کے اقوال کی صحت کی تائید کیلیئے دلائل تلاش کرنے پر دوڑ لگا دی چونکہ یہ تو ممکن نہیں کہ مسائلِ اختلافیہ میں دو متضاد قول ہوں اور دونوں ہی صحیح دلائل رکھتے ہوں، یقیناً ان میں سے ایک قول راجح اور دوسرا مرجوح ہوتا ہے لہٰذا بسا اوقات مرجوح قول کی صحت ثابت کرنے کیلیئے کتاب وسنت میں لفظی یا معنوی تحریف کی گئی۔

## حنفی مستدل روایات :

مسائلِ اختلافیہ میں حنفی اقوال عموماً کتاب وسنت سے متعارض ہیں۔ اہل الرائے ہونے کے ناطہ سے حدیثی رنگ کم ہی نظر آتا ہے چونکہ دعویٰ سنت پر عمل کا ہے اس لیئے ان مسائل میں حدیثی دلائل کی ضرورت محسوس کی گئی۔ چونکہ قلتِ روایات کی بناء پر اکثر صحیح احادیث گوشۂ اخفا میں تھیں جس کی وجہ سے مخالفت کا عنصر بالکل عیاں ہے تو انہوں نے اپنے وجود کو قائم رکھنے کیلیئے ضعیف، منقطع، معضل اور مرسل روایات کا سہارا لیا۔ بسا اوقات جب دلائل کی کمی ایسی ناقابلِ احتجاج روایات سے بھی پوری نہ ہوئی تو اپنی طرف سے روایات گھڑ کر رسولِ اکرم ﷺ کی طرف منسوب کر دیں جیسا کہ (مَـنُ رَفَعَ يَدَيُهِ فَلَا صَلٰوةَ لَهٗ ) اور (مَنُ قَرَأَ خَلُفَ الُإِمَامِ فَلَا صَلٰوةَ لَهٗ ) جیسی روایات ہیں جن کو اربابِ تقلید نے نہایت دریدہ ذہنی کے ساتھ گھڑ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر دیا۔

دین میں تحریف نہایت ناپسندیدہ اور غیر مستحسن فعل ہے، اور تحریف کا ارتکاب جب یہود ونصاریٰ نے کیا تو دین خالص اپنی اصلیت کھو بیٹھا، یہودیت اور نصرانیت کی شکل میں آج جو کچھ بھی موجود ہے وہ آمیزش سے خالی نہیں بلکہ مبدّل اور محرّف ہے، جس کی قرآنِ کریم نے متعدد مواقع پر وضاحت کی ہے۔

اسلام آخری دین ہے جس نے اپنی اصلی حالت میں تا قیامت قائم رہنا ہے لہٰذا اس دین میں جس نے بھی تحریف کا ارتکاب کیا وہ کامیاب نہیں ہو سکا اس لیئے کہ اللہ تعالیٰ اس امتِ

مرحومہ میں ہر دور میں ایسے رجال پیدا کرتا رہتا ہے جو اس کے دین کو تحریف و تبدّل اور تغیر سے پاک کرتے رہتے ہیں۔ دین میں تحریف کی ضرورت تب پڑتی ہے جب دین میں اھواء اور آراء کو شامل کیا جائے۔ چونکہ اصل دین تو اہلِ اھواء کی اھواء و آراء کی تائید اور تعمیل نہیں کرتا جس کیلئے ان کو دیگر وجوہ اپنانے کے ساتھ تحریف کا بھی ارتکاب کرنا پڑتا ہے۔

## تحریف کی بعض صورتیں اور اسباب:

تحریف کی متعدد صورتیں اور اسباب ہیں جن کا احاطہ یہاں مقصود نہیں البتہ یہ بات بلا ریب ہے کہ ان میں سے اکثر صورتیں کتبِ احناف میں پائی جاتی ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

### ① حدیث سے عدمِ معرفت:

کتبِ احناف میں تحریف کی یہ صورت بڑی واضح ہے کہ اکثر فقہاء حضرات علمِ حدیث سے ناواقف ہیں بلکہ شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ کے بقول جسے المبسوط آتی ہے وہ فقیہ ہے خواہ وہ حدیث سے اصلاً واقف نہ ہو۔ ہدایہ میں تحریف کی اس نوع کی متعدد مثالیں موجود ہیں جن میں سے ہی ایک یہ ہے صاحبِ ہدایہ ناقل ہیں:

(اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُحِبُّ التَّیَامُنَ فِیْ کُلِّ شَیءٍ حَتّٰی التَّنَعُّلَ وَ التَّرَجُّلَ) ①

حالانکہ اصل حدیث متفق علیہ ہے جو بڑی معروف ہے جو کہ صحیحین میں ان الفاظ سے مروی ہے:

((کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یُحِبُّ التَّیَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِیْ شَأْنِہٖ کُلِّہٖ فِیْ طُھُوْرِہٖ وَ تَرَجُّلِہٖ وَ تَنَعُّلِہٖ)) ②

کتنی خوفناک تحریف کی کہ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ کے جملے کو اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی سے اور مَا اسْتَطَاعَ فِیْ شَأْنِہٖ کے جملے کو فِیْ کُلِّ شَیءٍ سے اور فِیْ طُھُوْرِہٖ وَ تَرَجُّلِہٖ وَ تَنَعُّلِہٖ کو حَتّٰی التَّنَعُّلَ وَ التَّرَجُّلَ سے بدل دیا۔

---

① ھدایہ (۱/۸) ② بخاری (حدیث:۴۲۶)، مسلم (حدیث:۶۱۷)

## ② حدیث کے وہ الفاظ جو ان کے اقوال کے خلاف آتے ہیں ان کو حذف کر دینا:

دار قطنی جلد: ۱، صفحہ: ۳۲۰ پر معروف حدیث ہے:

((لَا يَقْرَأَنَّ أَحَدٌ مِّنْكُمْ شَيْئاً مِّنَ الْقُرْآنِ اِذَا جَهَرْتُ اِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ))

اس میں مولانا احمد علی سہارنپوریؒ نے یوں تحریف کی:

(لَا يَقْرَأَنَّ أَحَدٌ مِّنْكُمْ شَيْئاً مِّنَ الْقُرْآنِ اِذَا جَهَرْتُ بِالْقُرْآنِ) قَالَ الدَّارُ قُطْنِيُّ رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ) ①

اس میں اِلَّا بِـأُمِّ الْقُـرْآنِ کا جملہ ہی حذف کر دیا۔ حدیث کا مطلب تو واضح ہے کہ میں جب قراءت جہری کروں تو تم صرف سورۃ فاتحہ پڑھو۔ سہارنپوریؒ صاحب کی تحریف کے بعد یہ معنیٰ ہوا کہ جب میں جہری قراءت کروں تو تم کچھ بھی نہ پڑھو۔

امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھنا حنفی اقوال کے خلاف ہے اس لیئے انہوں نے وہ جملہ ہی حذف کر دیا جس سے امام کے پیچھے سورت فاتحہ پرھنا لازم آتا ہے۔

## ③ مطلب براری کیلئے حدیث میں اضافہ کرنا :

ابوداؤد وغیرہ میں حدیث ہے:

((ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَ هَزْلُهُنَّ جِدٌّ : اَلنِّكَاحُ وَ الطَّلَاقُ وَ الرَّجْعَةُ))

حنفی اقوال میں ہے کہ قسم اٹھانے والا ارادہ سے یا مجبوراً یا بھول کر قسم اٹھائے تو حکماً تمام صورتیں برابر ہیں، ان کا یہ موقف کتاب وسنت کے خلاف ہے، انہوں نے اپنے اس موقف کو ثابت کرنے کیلئے مذکورہ بالا حدیث میں تحریف کر ڈالی۔ صاحبِ ھدایہ اس حدیث کو ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں:

(ثَلَاثٌ جِـدُّهُـنَّ جِـدٌّ وَ هَـزْلُهُـنَّ جِـدٌّ : اَلنِّـكَـاحُ وَ الطَّلَاقُ وَ الْيَمِيْنُ) ②

---

① الدلیل القوی

② ھدایہ (۱/۴۵۹)

حدیث کے اصلی لفظ وَالـرَّ جْعَةُ کو بدل کر وَالْيَـمِيْـنُ بنا دیا جس سے بزعمِ خویش اپنے مذہب کی دلیل مہیّا کر دی۔

## ④ دھوکہ اور فریب کی خاطر کسی کے قول کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر دینا :

بسا اوقات حنفی اقوال کے کسی قول میں کوئی صریح دلیل موجود نہیں ہوتی تو کسی تابعی یا متأخر شخص کے قول کو رسول اللہ ﷺ یا کسی صحابی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے تا کہ قاری سمجھے کہ میرے سامنے تو اس مسئلہ کی دلیل حدیثِ رسول ﷺ ہے اور دھوکہ کھا کر اس بے دلیل مسئلہ کو حق سمجھ لے۔ ماسٹر امین صفدر اوکاڑوی لکھتے ہیں:

**(عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا كَبَّرَ سَكَتَ هُنَيْهَةً وَ اِذَا ﴿قَالَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ﴾ سَكَتَ هُنَيْهَةً وَ اِذَا قَامَ فِي الـرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ لَمْ يَسْكُتْ وَ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ)** ①

حالانکہ ابن ابی شیبہ میں یہ روایت ابراہیم نخعیؒ کا قول ہے مرفوع حدیث نہیں ہے۔ ②

ابراہیم نخعیؒ روایت کے لحاظ سے تبع تابعی ہیں جسے ماسٹر اوکاڑوی نے آمین بالسر کی دلیل بنانے کیلئے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر دیا جس سے تاثر یہ دینا مقصود تھا کہ یہ حدیثِ رسول ﷺ ہے۔

**فـ﴿ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ﴾**

## ⑤ صحیح حدیث کے مقابلہ میں حدیث گھڑنا :

بسا اوقات حنفی اقوال کے خلاف کسی مسئلہ میں صریح احادیث آتی ہیں جن کا ان کے پاس جواب نہیں ہوتا تو یہ اس کے متوازی اسی طرز کی روایت گھڑ کر پیش کر دیتے ہیں جس سے

---

① ابو بكر بن ابی شيبه ، مجموعة رسائل (۱/۱۲۷)

② ابن ابی شيبه (حديث: ۲۸۴۱)

تاثر پیدا ہوتا ہے کہ ان کے پاس بھی اس طرح کی حدیث ہے۔ ابن جریج رحمہ اللہ کی معروف حدیث ہے کہ انھوں نے نماز امام عطاءؒ سے سیکھی۔ امام عطاءؒ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((صَلَّيْتُ خَلْفَ أَبِيْ بَكْرٍ فَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَ اِذَا رَكَعَ وَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ وَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ : صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَ اِذَا رَكَعَ وَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ)) [1]

اس حدیث سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی حیاتِ مبارکہ میں اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز میں رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے جو رفع الیدین کے عدمِ نسخ پر قوی دلیل ہے اور احناف کے پاس اس کا جواب بھی ممکن نہیں تو انھوں نے اس صحیح حدیث کے متوازی ایک روایت تراش لی، قریبی دور کے قاضی نور محمد آف قلعہ دیدار سنگھ جو مستند حنفی عالم تھے، انہوں نے رفع الیدین کی تردید میں ایک رسالہ تحریر کیا تو اس میں ابن جریج رحمہ اللہ کی روایت بدل کر اپنی طرف سے اس طرح گھڑ لی، لکھتے ہیں:

((أَخَذَ أَهْلُ الْكُوْفَةِ الصَّلٰوةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ وَ أَخَذَ اِبْرَاهِيْمُ النَّخْعِيُّ عَنْ أَسْوَدَ بْنِ يَزِيْدِ وَ أَخَذَ أَسْوَدُ عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ وَ أَخَذَ أَبُوْ بَكْرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَ هُوَ أَخَذَ عَنْ جِبْرِيْلَ وَ هُوَ أَخَذَ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ اِبْرَاهِيْمُ النَّخْعِيُّ لَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا فِيْ أَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ)) [2]

---

[1] بیہقی ۲/۷۳. مسند احمد ۱/۱۲ ومتعدد کتبِ حدیث

[2] ازالة الرین (ص: ۶۱)

اپنی طرف سے گھڑی ہوئی اس روایت کو صحیح حدیث کی تردید میں پیش کر دیا۔ اگر گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو حنفی اقوال کی کتب میں اس سے بھی زیادہ خوفناک تحریفی انکشافات واضح ہو جائیں گے۔ ہم نے تو بطورِ نمونہ یہ چند چیزیں قارئینِ کرام کے سامنے رکھی ہیں، تفصیل اصل کتاب میں ملاحظہ فرمائیں۔

جب سے حدیث سے حنفی اقوال کی تائید کا رجحان پیدا ہوا ہے تب سے کسی نہ کسی صورت میں اختلافی مسائل میں حاشیہ آرائی کرنے والوں نے تحریف کا حربہ آزمایا ہے۔ حنفی اقوال کی تائید میں ھدایہ سے لے کر آج تک جتنی کتب لکھی گئی ہیں ان میں سے اکثر میں یا تو نا قابلِ احتجاج روایات کی بھرمار ہے یا پھر تحریف پائی جاتی ہے۔

علماءِ اہل حدیث زادھم اللّٰہ شرفاً نے ہر دور میں تحریفات سے پردہ اٹھایا ہے اور اصل حقیقت کو واضح کیا ہے۔ لیکن یہ تردیدی عمل عموماً انفرادی روایات تک محدود رہا ہے، جس عالم کی نظر سے کوئی محرف روایت گزری اس نے اس کی تردید کر دی۔ اللہ کریم جزائے خیر سے نوازے ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی حفظہ اللہ کو جنھوں نے اس موضوع پر حقیقت پسندانہ قلم اٹھایا ہے اور ان کی بہت سی تحریفات کو بحوالہ جمع کر کے ان پر کتاب وسنت کی روشنی میں ناقدانہ تبصرہ فرمایا ہے۔ ﴿۱﴾

کتبہٗ / ابوانس [علّامہ] محمد یحییٰ گوندلوی حفظہ اللہ،
شارح ترمذی و ابن ماجہ مدیر جامعہ تعلیم القرآن والحدیث
ساہووالہ ضلع سیالکوٹ (پاکستان)

---

﴿۱﴾ تقریظ قرآن وحدیث میں تحریف (ص: ۲۷۳-۲۷۹)

اسبابِ وضعِ حدیث:

علّامہ گوندلوی کے ذکر کردہ ان پانچ اسبابِ تحریف اور اس کی صورتوں کے علاوہ یہاں بعض

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر...... بقیہ

حاشیہ اگلے صفحہ سے......

"اسبابِ وضعِ حدیث" بھی ذکر کر دینا مناسب لگتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں جناب ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی [کراچی] اپنی کتاب "قرآن وحدیث میں تحریف" میں لکھتے ہیں:

"وضعِ احادیث کے متعدد اسباب ہیں جن پر محدثینِ کرام نے مفصل گفتگو کی ہے۔ ان میں سے ایک سبب تقلید بھی ہے۔ مقلّدین نے قرآن وحدیث کی بجائے شخصی اقوال کو دین و مذہب قرار دیا تو ان اقوال کی تقویت وحمایت کی غرض سے احادیث کو وضع کیا، امام قرطبی رحمہ اللہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں:

**(اِسْتَجَازَ بَعْضُ فُقَهَاءِ أَهْلِ الرَّأْیِ نِسْبَةَ الْحُکْمِ الَّذِیْ دَلَّ عَلَیْهِ الْقِیَاسُ الْجَلِیُّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نِسْبَةً قَوْلِیَّةً فَیَقُوْلُوْنَ فِیْ ذٰلِکَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ کَذَا وَ لِهٰذَا تَرٰی کُتُبَهُمْ مَشْحُوْنَةً بِأَحَادِیْثٍ تَشْهَدُ مُتُوْنُهَا بِأَنَّهَا مَوْضُوْعَةٌ تُشْبِهُ فَتَاوٰی الْفُقَهَاءِ وَ لِأَنَّهُمْ لَا یُقِیْمُوْنَ لَهَا سَنَداً)**

"اہلِ رائے نے اُس حکم کی نسبت جس پر قیاسِ جلی دلالت کرے اسے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے فرمایا ہے۔ اگر آپ فقہ کی کتابیں ملاحظہ فرمائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ ایسی روایات سے بھری ہوئی ہیں جن کے متن من گھڑت ہونے پر گواہی دیتے ہیں۔ وہ متن ان کتابوں میں اس وجہ سے درج ہیں کہ وہ فقہاء کے فتوؤں سے موافقت و مشابہت رکھتے ہیں۔ حالانکہ وہ ان کی سند بھی نہیں پاتے"۔ **(بحوالہ الباعث الحثیث ص: ۸۸)**

مولانا عبدالحیٔ لکھنوی مرحوم حنفی نے کھل کر اس بات کا یوں اعتراف کیا ہے کہ:

**(اَلسَّادِسُ : قَوْمٌ حَمَلَهُمْ عَلَی الْوَضْعِ اَلتَّعَصُّبُ الْمَذْهَبِیُّ وَ التَّجَمُّدُ التَّقْلِیْدِیُّ کَمَا وَضَعَ مَأْمُوْنُ الْهِرَوِیُّ حَدِیْثَ :مَنْ رَفَعَ یَدَیْهِ فِی الرُّکُوْعِ فَلَا صَلٰوةَ لَهٗ، وَ وَضَعَ حَدِیْثَ :مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْإِمَامِ فَلَا صَلٰوةَ لَهٗ، وَ وَضَعَ أَیْضاً حَدِیْثاً فِی ذَمِّ الشَّافِعِیِّ وَ حَدِیْثاً فِی مَنْقَبَةِ أَبِیْ حَنِیْفَةَ )**

"روایات کو وضع کرنے کا چھٹا گروہ وہ ہے جن کو مذہبی تعصب اور تقلیدی جمود نے وضع پر اُبھارا ہے جیسا کہ مأمون ہروی نے یہ روایات وضع کیں کہ "جو رفع الیدین کرے گا اس کی نماز نہیں"۔ اور "جو امام کے پیچھے قراءت کرے اس کی نماز نہیں"۔ اسی طرح امام شافعی کی مذمت میں ایک روایت اور مناقبِ ابو حنیفہ میں ایک روایت وضع کی ہے"۔ **(الآثار المرفوعة فی الأخبار الموضوعة ص: ۱۷)**

مولانا لکھنوی رحمہ اللہ نے جو بات کہی ہے وہ بالکل انصاف پر مبنی ہے، تقلیدی تعصب اور اقوالِ فقہاء وآراء الرجال کی تائید ونصرت میں ان کے مقلدین نے متعدد روایات کو وضع کیا ہے۔ آج بھی یہ لوگ وضعِ احادیث کرنے سے نہیں ڈرتے۔ [تحفہ حنفیہ (ص: ۳۴، ۳۵) از ابو صہیب، قرآن وحدیث میں تحریف از ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی (ص: ۵۴، ۵۵)]

# اندھی تقلید و تعصّب میں تحریفِ کتاب و سنّت

یورپی ممالک بلکہ عالَمِ اسلام کے انتہائی معیاری اور مایۂ ناز پرچہ ماہنامہ ''صراطِ مستقیم'' برمنگھم (برطانیہ) جلد۱۳ کے شمارہ ۸ بابت ماہ شعبان و رمضان ۱۴۱۳ھ بمطابق جنوری وفروری ۱۹۹۳ء میں قارئین کے خطوط والے صفحہ پر برمنگھم کے جناب شیر بہادر صاحب کا ایک خط شائع ہوا تھا، جس میں انہوں نے پہلے اپنے لیئے مسلکِ اہلحدیث کو قبول کرنے اور مسئلہ رفع الیدین کے بارے میں بعض احناف سے گفتگو کے واقعات کا تذکرہ کرنے کے بعد ماہنامہ ''صراطِ مستقیم'' کے مدیر، مدیرِ مسؤول، انکے معاونین، نیز مولانا ڈاکٹر صہیب حسن اور مولانا عبدالکریم صاحب ثاقب کو اس طرف توجہ دلائی تھی کہ رفع الیدین کے موضوع پر قائلین و مانعین ہر دو کے دلائل پر ایک مفصّل مضمون پہلے ''صراطِ مستقیم'' میں شائع کیا جائے اور پھر اُسے کتابی شکل میں چھاپ کر بھی عام کیا جائے۔ چنانچہ مکتوب نگار کی خواہش وطلب پر ہم نے مسئلۂ رفع الیدین کے بارے میں جانبین کے دلائل پر مشتمل اپنا مضمون مرتب کروا کر پرچے کو بھیج دیا۔ [1]

جبکہ دراصل وہ ہماری ریڈیائی تقاریر تھیں۔

رکوع جاتے وقت، رکوع سے سر اُٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کیلیئے کھڑے ہو کر ہاتھ باندھتے وقت رفع الیدین کرنے کے بارے میں دو معروف مسلک ہیں:

① ایک ان لوگوں کا جو اِن مواقع پر بھی رفع الیدین کرنے کو سنّتِ ثابتہ و غیر منسوخہ سمجھتے ہیں۔

② دوسرا اُن لوگوں کا جو اِن مقامات پر رفع یدین کو منسوخ مانتے ہیں۔

---

[1] واقعتاً یہ مضمون نصفِ اوّل تک اس پرچے میں شائع بھی ہوا مگر پھر وہاں کے بعض مقامی اسباب کے پیشِ نظر اسکی اشاعت روک دی گئی اور ہمیں مشورہ دیا گیا کہ اس مقالے کو کتابی شکل میں چھاپ دیں۔

قائلین و مانعین دونوں کے دلائل کا تفصیلی جائزہ تو ہم اپنی دو کتابوں میں پیش کر چکے ہیں جسکا کافی سارا حصہ (قائلین کے دلائل) ماہنامہ ''صراط مستقیم'' میں بھی شائع ہو چکا ہے اور ''قائلین وفاعلینِ رفع الیدین'' کے دلائل پر مشتمل وہ کتاب مکتبہ کتاب وسنت ریحان چیمہ سیالکوٹ پاکستان اور توحید پبلیکشنز بنگلور انڈیا سے شائع ہو چکی ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰه

جبکہ ''تارکین و مانعین رفع یدین کے دلائل کا جائزہ و تحقیق'' نامی کتاب بھی طباعت کے لئے تیار ہے. وَفَّقَنَا اللّٰهُ لِطِبَاعَتِهٖ وَنَشْرِهٖ. آمین

تارکین و مانعینِ رفع یدین کے دلائل کے مطالعہ اور تجزیہ کے دوران کئی ایسے امور سامنے آئے جنہیں ''اندھی تقلید و تعصّب میں تحریفِ کتاب وسنّت'' کہنا بے جا نہ ہوگا۔ اسکے چند نمونے قارئین کی ضیافتِ طبع کیلئے پیشِ خدمت ہیں:

## تغیر و تبدّل یا تحریف کا وقوع :

بعض کتبِ حدیث میں تحریف و تبدیلی واقع ہوئی ہے چنانچہ **مسند الحمیدی** کے اسوقت دو ایڈیشن بازار میں موجود ہیں، ایک کو مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی رحمہ اللہ (مالیگاؤں، انڈیا) نے ایڈٹ کیا ہے اور دوسرے کو مولانا محمد خالد گھرجاکھی رحمہ اللہ نے، پہلا مدینہ منورہ سے شائع ہوا تھا اور دوسرا اہلحدیث ٹرسٹ کراچی پاکستان سے، اور ان دونوں ایڈیشنوں میں صرف ایک ہی حدیث میں دو جگہوں پر اختلاف ہے:

① پہلا اختلاف سند کے شروع میں ہے۔ ② دوسرا اختلاف متن کے آخر میں۔

سند میں دونوں ایڈیشنوں کے مابین اختلاف اس طرح ہے کہ مولانا اعظمی والے مطبوعہ نسخہ میں امام الحمیدی رحمہ اللہ کے استاد سفیان بن عیینہ کا نام ساقط ہو گیا ہے اور [ **حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِي** ] کے بعد [**قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ**] آ گیا ہے جبکہ یہاں دراصل [**حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِي**] کے بعد [**قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ** ] ہے جیسا کہ اصل مخطوطہ میں مذکور ہے جسے مکتبہ ظاہریہ [دمشق] کے نسخہ

میں دیکھا جاسکتا ہے جس سے مولانا اعظمی صاحب نے بھی استفادہ کیا ہے کیونکہ اُسی نسخے کی فوٹو کاپی **مکتبة النهضة الحديثه** [ مکہ مکرمہ ] میں بھی موجود ہے جسکی ایک کاپی مولانا موصوف کے پاس بھی تھی جیسا کہ خود انہوں نے **مسند الحمیدی** کے مقدمہ (ص:۴) میں صراحت کی ہے۔ اوراسی مخطوطے کے متعلقہ صفحے کی فوٹو کاپی مولانا محمد خالد گھرجاکھیؒ نے اپنی کتاب **جزء رفع اليدين** کے (ص:۴۰) پر بھی شائع کی ہے اور اسی کے مطابق موصوف نے مسندالحمیدی کو ایڈٹ کر کے شائع کیا ہے اور انکے ایڈٹ کردہ ایڈیشن طبع کراچی کا (ص ۷) بھی دیکھا جاسکتا ہے، جہاں اس صفحہ کی فوٹو کاپی شائع کی گئی ہے، اس سے بھی سند سے ایک راوی سفیان کے، پہلے نسخہ سے ساقط ہوجانے یا ساقط کیئے جانے کا پتہ چلتا ہے تاہم حال ہی میں گوجرانوالہ سے **مسند الحمیدی** کے پہلے ایڈیشن کا عکس شائع کیا گیا ہے جس میں سفیان کا واسطہ سطر کو باریک کر کے شامل کردیا گیا ہے اور سند کی حد تک تو اصلاح کردی گئی ہے۔ [۱]

**مسند الحمیدی** کے طبع شدہ کُل دوہی نسخوں میں دوسرا اختلاف وہ ہے جو متنِ حدیث کے آخر میں پایا جاتا ہے اوراسکی مختصر انداز سے وضاحت یوں ہے کہ مولانا اعظمیؒ والے ایڈیشن میں متنِ حدیث یوں ہے:

(( رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ وَبَعْدَمَا يَرْفَعُ رَأْسَهٗ فَلَا يَرْفَعُ وَلَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ )) [۲]

”میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آغازِ نماز میں آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھایا، اور جب رکوع کا ارادہ کیا اور رکوع سے سر اٹھانے کے

---

[۱] ہفت روزہ الاسلام لاہور جلد ۱۶ شمارہ ۴۲ بابت ۱۸ شعبان ۱۴۱۰ھ بمطابق ۱۶ مارچ ۱۹۹۰ء مضمون مولانا محمد یحییٰ گوندلوی۔

[۲] مسند حمیدی ۱۷۷/۲ بتحقيق اعظمى وفوٹو مطبوعہ در جزء رفع اليدين مولانا گھرجاکھی (ص:۳۹)

بعد، پس رفع یدین نہ کی اور نہ دو سجدوں کے درمیان“۔

اور مولانا گھرجاکھیؒ والے ایڈیشن کو دیکھیں تو اسمیں اس حدیث کے متن میں الفاظ یوں آئے ہیں :

((رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَمَنْكِبَيْهِ وَاِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ وَ بَعْدَمَا يَرْفَعُ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ، وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ)) ①

”میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے نماز کے شروع میں رفع یدین کی اور جب رکوع کا ارادہ کیا اور رکوع سے اٹھنے کے بعد، اور سجدوں کے درمیان آپ ﷺ رفع یدین نہ کرتے“۔

مولانا گھرجاکھیؒ والا یہ ایڈیشن بھی مکتبہ ظاہریہ کے مخطوطہ سے لیئے گئے فوٹو سے ایڈٹ کیا گیا ہے جیسا کہ مولانا گھرجاکھیؒ نے صراحت کی ہے۔ ②

اس مخطوطہ کا جو فوٹو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے، اسمیں متن کے الفاظ اُسی طرح ہیں جس طرح کہ مولانا گھرجاکھی والے ایڈیشن میں ہیں۔

لہٰذا اب یہاں یہی کہا جا سکتا ہے کہ جس طرح سند میں سے الفاظ جوڑنے والے کمپوزر کی غلطی سے سفیان کا واسطہ ساقط ہو گیا تھا یا کسی خاص نظریہ کو تحفّظ دینے کیلئے اسے ساقط کر دیا گیا تھا اسی طرح ہی مخطوطہ کو ایڈٹ کرتے وقت محقّق و کاتب سے الفاظ نقل کرنے میں غلطی کا بھی امکان ہے اور اس امکان کو اس نص کا سیاق و سباق بھی تقویت دے رہا ہے کیونکہ وہاں زیادہ صحیح نص وہی بنتی ہے جو کہ مولانا گھرجاکھیؒ والے دوسرے ایڈیشن میں شائع ہوئی ہے۔

یہاں یہ وضاحت بھی کر دیں کہ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ پہلے مطبوعہ ایڈیشن میں اس حدیث کی نص جس انداز سے شائع ہوئی ہے وہ کسی مخطوطہ میں ہے ہی نہیں بلکہ ممکن ہے کہ کسی

---

① مسند حمیدی (ص:٦، ١٧٦، ١٧٧) تحقیق گھرجاکھی و فوٹو مخطوطہ در جزء گھرجاکھی (ص ٤٠)

② مسند حمیدی (ص:٣)

ناسخ یا کاتب کی غلطی سے کسی مخطوطے میں ویسی نص بھی آئی ہو اور ایسی صورت میں محقّق کا کام یہ تھا کہ وہ نسخۂ ظاہریہ کے ساتھ پائے جانے والے اس اختلاف کی وضاحت کرتے۔ یہ وضاحت اسلیئے بھی انتہائی ضروری تھی کہ بات معمولی سی نہیں بلکہ مختلف نسخوں میں واقع ہونے والے اس تغیر وتبدّل کے نتیجہ میں پہلے ایڈیشن کے الفاظ سے رکوع والی رفع یدین کی نفی ہو رہی ہے جبکہ نسخۂ ظاہریہ اور دوسرے ایڈیشن سے رفع یدین کا اثبات ہو رہا ہے۔ پہلے ایڈیشن میں پائے جانے والے تغیر وتبدل کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ یہی حدیث سنن ابی داؤد، مسند احمد، مسند ابی عوانہ اور بعض دیگر کتب میں بھی نسخۂ ظاہریہ کے مطابق ہی ہے۔

اس تفصیل سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ حدیث دراصل اسی طرح صحیح ہے جس طرح نسخہ ظاہریہ میں ہے اور اسکے مطبوعہ دوسرے ایڈیشن میں آئی ہے اور دوسرے نسخوں میں اگر اس طرح نہیں ہے تو یہ ناسخین کی غلطی کا نتیجہ ہے جیسا کہ ابوالاشبال مولانا صغیر احمد شاغف بہاری حفظہ اللہ نے اپنی کتاب ''صراطِ مستقیم اور اختلافِ امت'' (ص:۱۸۶۔۱۸۸، طبع کراچی) میں، اور مدیر ہفت روزہ الاعتصام لاہور مولانا حافظ صلاح الدین صاحب یوسف حفظہ اللہ نے اِسی کتاب پر اپنے اضافی نوٹس میں شامل اپنے تعاقبی خط (ص:۱۸۹۔۱۹۱) میں اس بات کی صراحت کی ہے۔ [۱]

غرض عہدِ سابق میں تارکین ومانعین میں سے کسی کا بھی اس حدیث سے ترکِ رفع یدین پر استدلال نہ کرنا بھی اس بات کا واضح اشارہ ہے کہ پہلے مطبوعہ ایڈیشن اور اسکے بنیادی مخطوطے میں سُقم پایا جاتا ہے، اور یہ کوئی ایسی بات بھی نہیں ہے جو قابلِ وقوع نہ ہو بلکہ کئی احادیث میں بوقتِ طباعت ایسا ہوا ہے جو بہر حال ضروری نہیں کہ عمداً ہی ہو سہواً بھی ہوسکتا ہے اور ہوا بھی ہے کیونکہ انسان خطا ونسیان کا پتلا ہے۔

وَالْعِصْمَةُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ ثُمَّ لِرَسُوْلِهٖ ﷺ بَعْدَهٗ

---

[۱] حافظ صاحب نے اپنا یہ خط مولانا اعظمی کو (۱۵/۹/۱۹۸۵) میں لکھ کر ارسال کیا تھا جس کا مولانا اپنے تادمِ واپسیں (۱۹۹۲ء) جواب نہ دے پائے تھے۔

## بعض دیگر لفظی ومعنوی تحریفات وتغیرات :

**مسند ابی عوانہ و مسند الحمیدی** وغیرہ میں پائے جانے والے ان تغیرات پر ہی بس نہیں بلکہ محدّث العصر حافظ محمد گوندلوی ﷫ نے ایسے کئی دوسرے تغیرات کا بھی تذکرہ کیا ہے، چنانچہ موصوف ﷫ اپنی کتاب **التحقیق الراسخ فی ان احادیث رفع الیدین لیس لھا ناسخ** کے (ص:۱۰۹۔۱۱۰) پر لکھتے ہیں کہ **ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور محلّٰی ابن حزم** میں وارد حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی یہ حدیث ہے:

**((فَلَمْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلاَّ فِيْ أَوَّلِ مَرَّةٍ)) وَفِيْ لَفْظٍ :**
**((وَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ))**

”آپ ﷺ نے رفع یدین نہ کی سوائے پہلی مرتبہ کے“۔

اور ایک روایت میں ہے:

”آپ ﷺ پہلی مرتبہ رفع یدین کرتے، پھر اسکا اعادہ نہ کرتے“۔

اسے امام ابوداؤد نے غیر صحیح قرار دیا ہے اور ان سے **التمہید** میں علاّمہ ابن عبدالبرؒ نے، **التلخیص** میں حافظ ابن حجرؒ نے اور **نیل الاوطار** میں امام شوکانیؒ نے بھی یہ قول نقل کیا ہے۔ [۱]

علماءِ احناف میں سے صاحبِ **نور العینین** نے لکھ دیا کہ امام ابوداؤد کا یہ قول سنن کے کسی قلمی یا مطبوعہ نسخہ میں نہیں ہے صرف مجتبائی کے حاشیہ پر ہے جبکہ موصوف کی یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ صاحبِ عون المعبود علاّمہ شمس الحق عظیم آبادیؒ کے بقول انکے پاس دو پرانے نسخوں میں امام صاحب کا یہ قول موجود ہے [۲] تاہم صاحبِ **نور العینین** کے انکار کا ردّ کرتے ہوئے

---

[۱] **ابوداؤد مع العون ۴۴۸/۲ تحفۃ الاحوذی ۱۰۴/۲ التلخیص ۲۲۲/۱/۱ نیل الاوطار ۱۲/۳/۲ التحقیق الراسخ ص ۱۰۹**

[۲] **دیکھیئے عون المعبود ۴۴۹/۲**

حضرت محدّث گوندلوی ﷾ نے متعدد مقامات میں واقع ہونے والی تحریف کی نشاندہی کی ہے چنانچہ موصوف لکھتے ہیں:

’’ان بڑے بڑے علماء کی تصریحات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ابوداوٗد کا قول ضرور ہے، باقی جو بعض نسخوں میں موجود نہیں تو ممکن ہے کہ مانعین میں سے کسی بزرگ کا تصرّف ہو، قارئین ہماری اس بات پر متعجب نہ ہوں کیونکہ ان لوگوں کا یہ قدیمی طریقِ عمل ہے‘‘ ۔

① ابن ماجہ جو فاروقی مطبع میں طبع ہوئی تھی، بتصحیح مولوی فخرالحسنؒ صاحب، اسکی جلد اول (ص:٦١) میں حدیث :[مَنْ كَانَ لَهُ اِمَامٌ فَقِرَاءَ ةُ الْاِمَامِ قِرَاءَ ةٌ لَهُ] کو دیکھو، اسکی سند میں جابر جعفی کذّاب اور اسکے استاد ابوالزبیر ثقہ کے درمیان ایک واوٗ کو بڑھا کر انہیں ابوالزبیر کے ہم سبق بنا دیا گیا ہے تا کہ ابوالزبیر کو جابر کا متابع بنا کر حدیث کو صحیح بنالیا جائے حالانکہ قدیمی قلمی نسخوں اور مصری یا اصح المطابع کے مطبوعہ نسخوں میں یہ واوٗ موجود نہیں امام زیلعی ، طحاوی ، ابن عدی ، ابن عبدالبر ، بیہقی ، عبد بن حمید اور مولوی عبدالحیؒ وغیرہ علماء و محدّثین ﷭ نے اس روایت میں اس جگہ واوٗ کو ذکر نہیں کیا۔

② مولوی محمودالحسنؒ صاحب کی تصحیح سے جو ابوداؤد مجتبائی میں طبع ہوئی ہے، اسمیں باب: [مَنْ كَرِهَ الْقِرَاءَ ةَ بِفَاتِحَةِ اِذَا جَهَرَ الْاِمَامُ] بڑھا دیا گیا ہے جو دیگر قلمی یا مطبوعہ نسخوں میں نہیں ہے۔

③ حافظ ابن حجرؒ وغیرہ نے حاکم کے حوالہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ تین رکعت وتر پڑھا کرتے :

((وَلَمْ يَقْعُدْ اِلَّا فِيْ آخِرِهِنَّ)) [1]

’’اور صرف ان کے آخر میں ایک ہی قعدہ فرماتے‘‘۔

علّامہ ذہبی نے بھی تلخیص المستدرک میں اس روایت کو حاکم سے نقل کیا ہے لیکن حیدر آباد کی

---

[1] فتح الباری.

مطبوعہ مستدرک میں یہ الفاظ موجود نہیں حالانکہ اسکے نیچے جو تلخیص ذہبی ہے اسمیں موجود ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ اس کو بھی اڑا دیا گیا ہے۔

④ حافظ ابن حجرؒ (**التلخیص**، ص:۸۱)، مولانا عبدالحیٔ حنفیؒ (**تخریج هدایه**)، مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ (**بذل المجهود**) اور مولانا شوق نیمویؒ (**آثار السنن**) وغیرہ نے رفع یدین کی حدیث میں سنن بیهقی سے جملہ (( **فَمَا زَالَتْ تِلْکَ صَلٰوتُهٗ حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى** )) نقل کیا ہے، لیکن حیدر آباد میں جو سنن بیہقی طبع ہوئی ہے اس سے یہ جملہ اڑا ہی دیا گیا ہے۔

اب قارئین خیال فرمائیں کہ ان حال کے مانعینِ رفعِ یدین کو جھوٹا کہیں یا قدیمی علماء کو سچا سمجھیں۔

سچ ہے ؎ تم ہی کہو راست کس کو مانوں ✿ مردہ قتل کو یا وصل کی تیاری کو؟

**( اَلْغَرِيْقُ يَتَشَبَّثُ بِالْحَشِيْشِ )**

"ڈوبنے والا تنکے کا سہارا ڈھونڈتا ہے"

**وَ صَدَقَ جَلَّ وَعَلَا : ﴿اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا﴾** [1]

اور ارشادِ الٰہی سچا ہے کہ: " باطل کو قرار نہیں"۔

اسی سلسلے میں مولانا محمد یحیٰی صاحب گوندلوی حفظہ اللہ کا ایک مضمون بعنوان "حدیثِ نبوی ﷺ میں تحریف کی تازہ مثال" شائع ہوا ہے، اسمیں انہوں نے چھ تحریفات کی نشاندہی کی ہے جن میں ذکر کیئے گئے مقامات کے علاوہ بھی چند ہیں مثلاً :

⑤ علماء احناف کے پاس بیس رکعت تراویح کے بارے میں کوئی قابلِ اعتماد دلیل موجود نہیں تھی، چنانچہ انہوں نے اپنے اس مذہب کو ثابت کرنے کے لیئے ۱۳۱۸ھ میں جو ابوداؤد طبع کی، اس میں ایک حدیث میں تحریف کر ڈالی چنانچہ حضرت ابیؓ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو ابوداؤد میں موجود ہے اُسکے اصل الفاظ یہ ہیں:

---

[1] **التحقیق الراسخ** (ص:۱۰۹، ۱۱۰)، حاشیہ، معمولی ترمیم کے ساتھ۔

(( كَانَ أُبَيٌّ يُصَلِّي لَهُمْ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً ))

”حضرت ابیؓ انہیں بیس راتیں تراویح پڑھاتے تھے“۔

اِن حضرات نے [عِشْرِيْنَ لَيْلَةً] کی بجائے [عِشْرِيْنَ رَكْعَةً] کر دیا جس کا معنیٰ یہ ہے کہ حضرت اُبیؓ بیس رکعت پڑھاتے تھے۔ حدیث میں تو تبدیلی کر دی مگر خلافِ حدیث مذہب کو نہ بدل سکے۔

⑥ ایسے ہی ان کے پاس کوئی ایسی صحیح روایت موجود نہ تھی جو سورۂ فاتحہ پڑھنے کی صراحت سے نفی کرتی ہو تو انہوں نے ایک ضعیف روایت کو صحیح بنانے کے لیئے ابن ماجہ کی ایک سند میں تحریف کر دی، اصل سند یوں ہے [عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الصَّالِحِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ] مگر جب انہوں نے ابن ماجه طبع کی تو اس کی سند میں یوں تحریف کی: [عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الصَّالِحِ عَنْ جَابِرٍ وَأَبِي الزُّبَيْرِ] یعنی [عَنْ] کو گرا کر اسکی جگہ واؤ ملا دی تا کہ ان کی تحریف سے غیر ثابت شدہ روایت صحیح حدیث کا مقام حاصل کر سکے جیسا کہ محدّث گوندلوی ﷾ نے بھی یہ بات ذکر کی ہے جو کہ نمبر ① کے تحت گزری ہے۔

⑦ حال ہی میں انہوں نے کراچی سے صحیح بخاری، ترجمہ کے ساتھ شائع کی ہے اس میں حضرت عائشہ ؓ کی صحیح و متفق علیہ حدیث آٹھ رکعت تراویح پر صراحتاً دلالت کرتی ہے، اُس کے الفاظ یہ ہیں:

((مَا كَانَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ أَوْ فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى اِحْدٰى عَشَرَ رَكْعَةً ))

”آپ ﷺ رمضان یا غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے“۔

اب مترجم بخاری میں انہوں نے لفظِ رمضان کو نکال دیا ہے تا کہ اُردو خواں طبقہ اس مسئلہ کی حقیقت کو نہ پا سکے۔

⑧ **مصنف ابن ابی شیبہ** میں یہ تبدیلی کی کہ اس میں جب نماز میں ہاتھ باندھنے کی روایت آئی تو اس روایت میں [**تَحْتَ السُّرَّةِ**] کے الفاظ کا اضافہ کر دیا، حالانکہ اصل نسخہ میں یہ الفاظ موجود نہیں تھے، سب سے پہلے یہ غلطی ایک بزرگ ابن قطلو بغا سے ہوئی۔ ان سے یہ غلطی ایک مخصوص ذہنی ساخت کے زیرِ اثر لیکن غالبًا نادانستہ طور پر ہوئی اور ان الفاظ کا اضافہ ہوا مگر جب ان حضرات نے کراچی سے ابن ابی شیبہ طبع کی تو جس طباعت کا عکس لیا تھا چونکہ اُس میں [**تَحْتَ السُّرَّةِ**] کے الفاظ موجود نہیں تھے، لہٰذا انھوں نے طبع کرتے وقت باریک قلم کے ساتھ لکھ کر ابن قطلو بغا کی غلطی کو تحریف میں تبدیل کر دیا، اس طرح انھوں نے نماز میں ''سینے پر'' کی بجائے ''زیرِ ناف'' ہاتھ باندھنے چاہییں کو صرف دو الفاظ کے اضافہ کے ساتھ تبدیل کر دیا۔ [1]

## ہفت روزہ الاعتصام میں ایک استفتاء:

ان تحریفات اور تغیر و تبدل کے سلسلہ میں ہی حضرت العلّام شیخ الحدیث مولانا سلطان محمود محدّث جلال پور پیروالا ملتان کا ایک رسالہ **نِعم الشهود علٰى تحريف الغالين في سنن أبي داؤد** شائع ہوا تھا۔ کئی سال کے بعد اسے ہفت روزہ الاعتصام لاہور نے بھی شائع کیا تھا جسے ''سنن ابی داوٗد میں تحریف'' کے زیرِ عنوان شائع کیا گیا، اسمیں پہلے ایک استفتاء ہے جس میں سائل نے پوچھا ہے:

**ابو داؤد** جو کہ فرید بک سٹال لاہور کی چھاپی ہوئی ہے، اس کی پہلی جلد کے (ص: ۵۳۱) پر یوں تحریر ہے:

> (( **حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا هَاشِمٌ أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، كَانَ يُصَلِّي لَهُمْ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَلَا يَقْنُتُ بِهِمْ اِلَّا فِي النِّصْفِ الْبَاقِي...** ))

---

[1] بحوالہ ہفت روزہ الاسلام لاہور جلد ۱۶ شمارہ ۴۲ بابت ۱۸ شعبان ۱۴۱۰ھ بمطابق ۱۶ مارچ ۱۹۹۰ء۔

> ”ہمیں شجاع بن محمد نے حدیث بیان کی، ہمیں ھاشم نے حدیث بیان کی، ہمیں یونس بن عبید نے حسن کے واسطے سے خبر دی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت اُبیؓ بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت پر اکٹھے کیا اور وہ لوگوں کو بیس رکعتیں پڑھاتے تھے، اور دعاءِ قنوت صرف نصفِ ثانی میں ہی کرتے تھے“

حالانکہ اسی حدیث میں ابو داؤد طبع مصر (۲/۶۵) میں [عِشْـرِیْـنَ لَیْـلَةً] ہے اور مشکوٰۃ طبع لاہور میں بھی [لَیْـلَةً] ہی ہے۔ ”مظاہرِ حق“ طبع لکھنو میں بھی [لَیْـلَةً] ہی ہے، اس لیئے [عِشْـرِیْـنَ لَیْـلَةً] کی جگہ [عِشْـرِیْـنَ رَکْعَةً] (۲۰ رکعت) فرید بک اسٹال والے مترجم عبدالحکیم خان اختر کی اختراع معلوم ہوتی ہے اور اُس کے حاشیہ پر مترجم نے ایک نوٹ درج کیا ہے جو حسبِ ذیل ہے:

”اس حدیث کے الفاظ [کَـانَ یُـصَلِّيْ عِشْـرِیْـنَ رَکْعَةً] کا واضح مطلب یہ ہے کہ انہیں بیس رکعتیں پڑھاتے تھے، لیکن مولانا وحید الزمان صاحب نے ان لفظوں کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ وہ لوگوں کے ساتھ بیس راتوں تک نماز پڑھا کرتے تھے، اور [عِشْـرِیْـنَ رَکْعَةً] کا ”بیس راتوں تک“ ترجمہ کر کے ممکن ہے کہ علّامہ صاحب نے اپنے ہم خیال لوگوں کو مطمئن یا خوش کر لیا ہو لیکن ترجمانی کے پردہ میں حدیث کو بازیچۂ اطفال بنا کر خیانت اور دھاندلی کا ایسا ارتکاب کیا ہے کہ اہل علم کو ہرگز زیب نہیں دیتا۔

اختلافی مسائل میں اپنے موقف کو درست منوانے کے لیئے احادیث میں کتر بیونت کر جانا اہل علم کا شیوہ نہیں۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ “

اب استفسار یہ ہے کہ سنن ابی داؤد کے نسخے میں الفاظ [عِشْـرِیْـنَ رَکْعَةً] صحیح ہیں یا [لَیْـلَةً] اور یہ کتر بیونت کس زمانہ میں ہوئی؟ اور اس کا بانی کون ہے؟

[آپ کا خادم علی محمد، خطیب جامع مسجد اہلحدیث مداد، ڈاک خانہ خاص براستہ جنڈیالہ شیر خان، ضلع و تحصیل شیخوپورہ]

## مدیر الاعتصام کا نوٹ:

اس پر الاعتصام کے اس وقت کے مدیر اور معروف مفسر مولانا حافظ صلاح الدین صاحب یوسف حفظہ اللہ نے یہ نوٹ لکھا :

”یہ عریضہ پڑھ کر سخت تعجب ہوا کہ اصل عربی نسخے میں تو ان حضرات نے تحریف کی تھی، اب بنائے فاسد علیٰ الفاسد کے مطابق ایک بریلوی ناشر نے اس تحریف کو اُردو میں منتقل کر کے اور اس پر مذکورہ حاشیہ آرائی کر کے [نالے چور نالے چتر] (چوری اور سینہ زوری) کا کردار ادا کیا ہے، یعنی تحریف کا کردار ادا کرنے والے خود ہیں لیکن اسے اہلحدیث مترجم مولانا وحید الزمان خان مرحوم کے سر منڈھ دیا ہے جنہوں نے بالکل صحیح ترجمہ کیا ہے“۔

فَـ ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ﴾

بہر حال عریضہ نگار کے اسی سوال کہ ابوداؤد میں یہ تحریف کیوں؟ کب؟ اور کیسے ہوئی؟ کے جواب میں ہم مولانا سلطان محمود صاحب حفظہ اللہ کا فاضلانہ مقالہ شائع کر رہے ہیں جس میں ابوداؤد کے نسخے میں مذکورہ تحریف کا جائزہ لیا گیا ہے، یہ مقالہ نِعم الشھود علیٰ تحریف الغالین في سنن أبي داؤد کے نام سے کئی سال قبل پمفلٹ کی صورت میں شائع ہوا تھا، اسے ضرورتِ مذکورہ کے تحت اب دوبارہ [الاعتصام] میں شائع کیا جا رہا ہے جس سے مذکورہ سوال کا جواب سامنے آجاتا ہے [وَ هُوَ هٰذَا] (ص،ی)“۔

اس ادارتی نوٹ کے بعد محدّث جلال پوریؒ کا رسالہ نقل کیا ہے جسکا ضروری حصہ افادۂ عام کے لیئے ہم یہاں پیش کر رہے ہیں۔

◆

# ایک محقّقانہ مقالہ

## شیخ الحدیث مولانا سلطان محمود صاحب محدّث جلالپوری رحمہ اللہ کا

بِسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

ایک پانچ ورقی رسالہ بعنوان ''غیر مقلّدین کے سفید جھوٹ کی حقیقت'' نظر سے گزرا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تراویح بیس رکعات ہیں آٹھ نہیں، جس میں مصنّف نے بہت سی غیر ذمّہ داری کی باتیں لکھی ہیں لیکن انکے جواب کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ مسئلہ صدیوں سے علماء کے مابین موضوعِ بحث رہ چکا ہے اور اس پر فریقین کی طرف سے اس قدر لکھا جاچکا ہے کہ اب مزید لکھنا ایک چھیڑ خانی اور بحث برائے بحث کے علاوہ کچھ نہیں، البتہ صرف ایک بات ایسی نظر سے گزری جوئی ہے اور خطرہ ہے کہ اس سے نئے فتنے جنم لیں گے، اس لیۓ ضروری سمجھتا ہوں کہ علماءِ اسلام کو اس پر توجّہ دلائی جائے تا کہ آئندہ کے لیۓ اس قسم کی ناپاک تحریفوں کو دینی دفاتر میں راہ پانے سے روکا جاسکے، اور وہ بات یہ ہے کہ رسالہ مذکورہ کے صفحہ: (۵) پر ابو داؤد کے حوالے سے ایک حدیث کے الفاظ یوں نقل کیۓ گئے ہیں:

((عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰی أُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ فَکَانَ یُصَلِّیْ لَهُمْ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً)) [1]

''حضرت حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت پر اکٹھے کیا اور وہ لوگوں کو بیس رکعتیں پڑھاتے تھے''۔

یہ ہے مصنفِ رسالہ کی عبارت، اس میں خط کشیدہ لفظ یعنی [رَکْعَةً] غلط ہے، صحیح لفظ

---

[1] بحوالہ ہفت روزہ الاسلام لاہور جلد ۱۶ شمارہ ۴۲ بابت ۱۸ شعبان ۱۴۱۰ھ بمطابق ۱۶ مارچ ۱۹۹۰ء۔

[لَيُلَةً] ہے، یعنی ابو داؤد کی حدیث کے اصل الفاظ یوں ہیں :

(( عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ؓ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَكَانَ يُصَلِّيْ لَهُمْ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَلَا يَقْنُتُ بِهِمْ اِلَّا فِي النِّصْفِ الْبَاقِيْ، فَاِذَا كَانَتِ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ تَخَلَّفَ فَصَلّٰى فِيْ بَيْتِهٖ فَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اَبَقَ أُبَيٌّ ))

’’ حضرت حسن بصری ؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر ؓ نے لوگوں کو حضرت اُبی بن کعب ؓ کی امامت پر اکٹھے کیا، وہ لوگوں کو بیس راتیں تراویح پڑھاتے تھے اور نصفِ ثانی کے سوا دعاءِ قنوت نہیں کرتے تھے۔ جب آخری عشرہ آتا تو جماعت کرانا چھوڑ دیتے اور اپنے گھر میں نماز پڑھتے اور لوگ کہتے کہ ابیّ ؓ بھاگ گئے ہیں‘‘۔

یہ ہیں حدیث کے اصل الفاظ جن میں بیس راتوں کا ذکر ہے نہ کہ بیس رکعتوں کا اور ظاہر ہے کہ [لَيْلَةً] کی بجائے [رَكْعَةً] کا لفظ لانا اور اسے بیس تراویح کے ثبوت کے لیئے مستدل بنانا ایک اہم دینی کتاب میں شرمناک تحریف ہے۔ اگر سوال پیدا ہو کہ جب [لَيْلَةً] کی بجائے [رَكْعَةً] بعض مطبوعہ نسخوں میں موجود ہے تو پھر اسے تحریف کیوں کہا جائے؟ تو جواباً عرض ہے کہ جن نسخوں میں لفظ [رَكْعَةً] موجود ہے، اُن کی حقیقت بعد میں بیان کی جائے گی، اُس سے پہلے وہ شواہد دیکھ لیئے جائیں جو تحریف پر دلالت کرتے ہیں اور وہ کئی امور ہیں :

### ① پہلی شہادت :

۱۳۱۸ھ تک ابوداؤد کے جتنے نسخے ہندوستان میں طبع ہوئے ان سب میں [لَيْلَةً] کا لفظ ہی مطبوع ہے، کہیں بھی [رَكْعَةً] والے نسخے کا اشارہ نہیں اور اسی طرح بیرونِ ہند آج تک جہاں بھی یہ کتاب طبع ہوئی ان تمام مطبوعہ نسخوں میں لفظ [لَيْلَةً] ہی مرقوم ہے کہیں بھی

[رَکْعَۃً] کا اشارہ تک نہیں ہے، سوائے ان دو تین نسخوں کے جن کو دیوبندی ناشرین نے طبع کرایا جن کا ذکر بعد میں آئے گا۔

## ② دوسری شہادت:

جن اسلاف آئمہ وعلماء نے سنن ابی داؤد کے حوالے سے یہی حدیث نقل فرمائی، ان سب نے [لَیْلَۃً] کا لفظ نقل کیا، کسی نے بھی [رَکْعَۃً] کے نسخہ کا صراحتاً یا اشارۃً ذکر نہیں کیا، ملاحظہ ہو [مشکوٰۃ المصابیح، باب القنوت، فصل ثالث] کی پہلی حدیث، جس کو صاحبِ مشکوٰۃ نے یوں نقل کیا ہے :

**(( عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَكَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَلَا يَقْنُتُ بِهِمْ اِلَّا فِي النِّصْفِ الْبَاقِيْ، فَاِذَا كَانَ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ تَخَلَّفَ فَصَلّٰى فِيْ بَيْتِهٖ فَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ: اَبَقَ أُبَيٌّ ))** ①

”حضرت حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھنے پر جمع کیا، وہ لوگوں کو بیس راتیں نماز پڑھاتے اور صرف نصفِ ثانی میں ہی دعاءِ قنوت کرتے تھے اور جب عشرۂ اخیر آتا تو جماعت کرانا چھوڑ دیتے اور اپنے گھر میں نماز پڑھتے اور لوگ کہتے کہ ابی رضی اللہ عنہ بھاگ گئے ہیں“۔

اسی طرح نصب الرایہ للامام للزیلعی رحمہ اللہ الحنفی میں ہے :

**(وَلِلشَّافِعِيَّةِ فِيْ تَخْصِيْصِهِمُ الْقُنُوْتَ بِالنِّصْفِ الْأَخِيْرِ مِنْ رَمَضَانَ حَدِيْثَانِ: اَلْأَوَّلُ أَخْرَجَهٗ اَبُوْ دَاؤدَ عَنِ الْحَسَنِ ((أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَكَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ**

---

① رواہ ابو داؤد

**عِشْرِيْنَ لَيْلَةً......الْحَدِيْثُ )** ①

”شافعیہ کے پاس دعاءِ قنوت کو رمضان شریف کے نصفِ ثانی کے ساتھ خاص کرنے کی دو دلیلیں ہیں: پہلی دلیل ابوداؤد میں ہے، حضرت حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابیّ رضی اللہ عنہ کی امامت میں نمازِ تراویح پڑھنے پر جمع کیا اور وہ لوگوں کو بیس راتیں نماز پڑھاتے تھے...الخ“۔

**نیز مختصر سنن ابی داؤد للحافظ المنذری میں ہے :**

**(( وَعَنِ الْحَسَنِ (وَهُوَالْبَصْرِيُّ) أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَكَانَ يُصَلِّيْ لَهُمْ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً...الخ ))** ②

”اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابیّ بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھنے پر جمع کیا تو وہ انہیں بیس راتیں نماز پڑھاتے تھے“۔

معلوم ہونا چاہیئے کہ **مختصر سنن ابی داؤد** امام منذریؒ کی کتاب ہے جس میں امام موصوف نے **سنن ابی داؤد** کی تلخیص فرمائی ہے یعنی **ابو داؤد** کے متونِ حدیث کو بحذفِ اسانید ذکر فرمایا ہے۔ ان تینوں بزرگوں کی کتب سے منقولہ عبارات سے واضح ہوجاتا ہے کہ اصل حدیث میں [لَيْلَةً] ہی ہے اور انہوں نے یا ان کے علاوہ کسی دوسرے بزرگ نے کہیں بھی لفظ [رَكْعَةً] کا اشارہ نہیں کیا، اسی قسم کے حوالے بہت سے دیئے جاسکتے ہیں لیکن اختصار کے لیئے انہی پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

## ③ تیسری شہادت :

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ ہی کے واسطہ سے اپنی کتاب

---

① نصب الرایہ، جلد ثانی (ص: ۱۶۶ )

② مختصر سنن ابی داؤد للحافظ المنذری، جلد ثانی (ص: ۱۲۵ )

السنن الکبریٰ میں مسنداً روایت کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں :

(( أَنْبَأَنَا أَبُوْ عَلِيٍّ الرُّوْذَبَارِيُّ أَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنِ دَاسَةَ ثَنَا أَبُوْ دَاوٗدَ ثَنَا شُجَاعُ بْنُ مُخَلَّدٍ ثَنَا هُشَيْمُ أَنَا يُوْنُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ، فَكَانَ يُصَلِّي بِهِمْ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَلَا يَقْنُتُ بِهِمْ اِلَّا فِي النِّصْفِ الْبَاقِيْ فَاِذَا كَانَتِ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ تَخَلَّفَ فَصَلّٰى فِيْ بَيْتِهٖ فَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ : اَبَقَ أُبَيٌّ )) [1]

”ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے ، ہمیں خبر دی ابوبکر بن داسہ نے ، ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد نے ، ہمیں حدیث بیان کی شجاع بن مخلّد نے ، ہمیں حدیث بیان کی ہشیم نے ، ہمیں خبر دی یونس بن عبید نے اور بتایا کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابیّ رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نمازِ تراویح پر اکٹھے کیا ، وہ انہیں بیس راتیں نماز پڑھاتے تھے اور صرف نصفِ آخر میں دعاءِ قنوت کرتے تھے ، جب عشرۂ اخیر آتا تو جماعت کروانا بند کر دیتے اور اپنے گھر میں نماز پڑھتے اور لوگ کہتے کہ ابیّ رضی اللہ عنہ بھاگ گئے ہیں“ ۔

## ④ چوتھی شہادت :

روایتِ مذکورہ کے چوتھے جملے یعنی (( فَاِذَا كَانَتِ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ تَخَلَّفَ )) کا آغاز فائے تفریع وترتیب سے ہے اور ظاہر ہے کہ یہ جملہ دوسرے جملے یعنی (( فَكَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً )) پر مرتّب ہے اور یہ ترتیب اس وقت صحیح ہو سکتی ہے جب اس جملہ میں لفظ [ لَيْلَةً ] ہی ہو ، اگر اس جملہ میں لفظ [ رَكْعَةً ] ہو تو پھر ترتیب اور تفریع صحیح نہیں رہتے اور باوجود فائے تفریعیہ کے یہ عبارت بے جوڑ سی بن جاتی ہے [ كَمَا لَا يَخْفٰى عَلٰى مَنْ لَهٗ أَدْنٰى مُمَارَسَةٌ بِالْعَرَبِيَّةِ ]

---

[1] السنن الکبریٰ ، جلد ثانی ( ص ۴۹۸ )

## ⑤ پانچویں شہادت :

مولانا خلیل احمدؒ صاحب حنفی سہارن پوری نے اپنی مشہور کتاب **بذل المجھود فی حلّ ابی داؤد** میں اس حدیث کو جب بغرضِ شرح لکھا ہے تو لفظ [ لَيْلَةً ] ہی کو ذکر کیا ہے اور اِسی پر اپنی شرح کی بنیاد رکھی ہے، ان کی عبارت یہ ہے:

**(( فَكَانَ أُبَيٌّ يُصَلِّي لَهُمْ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَلَايَقْنُتُ بِهِمْ اِلَّا فِي النِّصفِ الْبَاقِيْ))(اَلظَّاهِرُ أَنَّ الْمُرَادَ مِنَ الْبَاقِيْ الْعَشْرُ الْأَوْسَطُ كَأَنَّهٗ لَا يَقْنُتُ اِلَّا فِي الْعَشَرَةِ الثَّانِيَةِ وَأَمَّا الْعَشَرَةِ الثَّالِثَةِ فَيَتَخَلَّفُ فِيْهَا فِيْ بَيْتِهٖ وَيَتَفَرَّدُ عَنِ النَّاسِ فَاِذَا كَانَتِ الْعَشْرُالْأَوَاخِرُ تَخَلَّفَ أُبَيٌّ عَنِ الْمَسْجِدِ فَصَلَّى فِيْ بَيْتِهٖ وَكَانُوْا أَيِ النَّاسُ يَقُوْلُوْنَ اَبَقَ أَيْ فَرَّ فَهَرَبَ أُبَيٌّ )**

”حضرت ابیؓ رضی اللہ عنہ لوگوں کو بیس راتیں نماز پڑھاتے اور دعاءِ قنوت صرف نصفِ اخیر میں ہی کرتے تھے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ نصفِ اخیر [یا نصفِ باقی] سے مراد عشرۂ وُسطیٰ ہے گویا وہ صرف عشرۂ وُسطیٰ میں دعاءِ قنوت کرتے تھے، رہا عشرۂ اخیرہ تو اس میں وہ جماعت کرانا ہی چھوڑ جاتے تھے اور لوگوں سے الگ تھلگ اپنے گھر میں اکیلے نماز پڑھتے تھے، جب عشرۂ اخیرہ آتا تو وہ مسجد سے الگ ہو جاتے اور اپنے گھر میں تراویح پڑھتے تو لوگ کہتے کہ ابیؓ رضی اللہ عنہ بھاگ گئے ہیں“۔

اس عبارت سے واضح ہے کہ مولانا نے دوسرے علماء کے خلاف نصفِ باقی سے بیس راتوں کا آخری نصف یعنی درمیانہ عشرہ مراد لیا ہے حالانکہ باقی علماء نے بالخصوص شوافع نے النصف الباقی سے رمضان کا آخری نصف مراد لیا ہے اور مولانا کا یہ مراد لینا تب صحیح ہوسکتا ہے کہ جب لفظ [عِشْرِيْنَ لَيْلَةً] کا ہو، اگر لفظ [عِشْرِيْنَ رَكْعَةً] کا ہو تو پھر اسکا نصفِ باقی تو آخری دس رکعتیں ہوں گی نہ کہ رمضان کا درمیانہ عشرہ اور غالباً مولانا نے یہ توجیہ اس لیئے کی ہے کہ شوافع کا مذہب ہے کہ قنوت الوتر رمضان کے نصفِ آخر کے ساتھ خاص ہے، اور وہ لوگ اس حدیث سے

www.muhammadilibrary.com

استدلال کرتے ہیں، اب اس توجیہہ سے یہ حدیث ان کا مستدل نہیں بن سکے گی، بہر حال اس کی توجیہہ کچھ بھی کیوں نہ ہو، مولانا نے اس لفظ کو [عِشْرِيْنُ لَيْلَةً] ہی قرار دیا ہے [رَكْعَةً] نہیں۔

پھر یہ بات بھی زیرِ غور رہنی چاہیئے کہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ کی سنن کے نسخہ جات جو آپ کے شاگردوں نے آپ سے نقل کیئے، متعدد ہیں جن میں سے زیادہ متعارف تین ہیں، ابوعلی لؤلؤی رحمہ اللہ کا نسخہ جو ہمارے بلاد میں مطبوع ہے اور ابنِ داسہ رحمہ اللہ کا، اور ابن الأعرابی رحمہ اللہ کا، اِن نسخوں میں اختلافات ہیں، کہیں اختلافاتِ لفظی اور کہیں الفاظ کی کمی بیشی یا روایات کی کمی زیادتی، اور ان اختلافاتِ نُسخ کو بالعموم شُرّاح نے بیان کر دیا ہے اور خصوصاً مولانا خلیل احمدؒ صاحب نے بھی، جیسا کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تحت السرّۃ والی حدیث کو ابنُ الأعرابیؒ کے نسخہ سے نقل فرما دیا ہے، ان کی عبارت یہ ہے:

(وَاعْلَمْ أَنَّهُ كَتَبَ هٰهُنَا عَلٰى الْحَاشِيَةِ أَحَادِيْثُ مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ الْأَعْرَابِيِّ فَيُنَاسِبُ لَنَا أَنْ نَّذْكُرَهَا: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبِ الْبُنَانِيُّ بِنُوْنَيْنِ أَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ الْبَصْرِيُّ قَالَ ثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحٰق الْوَاسِطِيِّ أَبُوْ شَيْبَةَ ضَعِيْفٌ عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدِ السُّوَائِيِّ الْأَعْصَمِ بِمُهْمَلَتَيْنِ الْكُوْفِيِّ مَجْهُوْلٌ عَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ وَهَبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ السُّوَائِيِّ بِضَمِّ الْمُهْمَلَةِ وَالْمَدِّ يُكَنِّيْهِ صَحَابِيٌّ مَعْرُوْفٌ صَحِبَ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ، أَنَّ عَلِيّاً رضی اللہ عنہ قَالَ: ((مِنَ السُّنَّةِ وَضْعُ الْكَفِّ عَلٰى الْكَفِّ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ)) رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوُدَ وَ قَالَ الشَّوْكَانِيُّ: اَلْحَدِيْثُ ثَابِتٌ فِيْ بَعْضِ نُسَخِ أَبِيْ دَاوُدَ وَهِيَ نُسْخَةُ ابْنِ الْأَعْرَابِيِّ وَلَمْ يُوْجَدْ فِيْ غَيْرِهَا...... الخ)[1]

”اور یہ بات بھی علم میں رہے کہ انہوں نے حاشیہ میں اس مقام پر ابن

---

[1] بذل المجهود، جلد ثانی (ص: ۲۳)

الأعرابیؒ سے کئی احادیث لکھی ہیں"۔

اس کے بعد رواۃِ سند کے اسماء اور انکے صحیح ضبط وتلفّظ کے بعد کہتے ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "سنت یہ ہے کہ دائیں ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی کے اوپر، ناف کے نیچے باندھا جائے"۔

اس حدیث کو امام احمدؒ وابو داؤدؒ نے روایت کیا ہے، امام شوکانیؒ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ابو داؤد کے بعض نسخوں میں موجود ہے، یعنی ابن الأعرابیؒ کے نسخہ میں موجود ہے اور اسکے علاوہ دوسرے کسی نسخہ میں نہیں ہے"۔

**ملاحظہ:**

یہاں یہ بات ملاحظہ ہو کہ کس طرح مولانا نے اس مقام پر دوسرے نسخے کی روایت اس جگہ بیان فرما کر اس کی شرح بھی کر دی اور اپنے دلائلِ متعلقہ تحت السرّۃ میں اس کو بھی پیش کر دیا، اب اگر حضرت ابیّ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی نسخوں کا اختلاف ہوتا اور کہیں بھی لفظ [رَکْعَۃً] کا وجود ہوتا تو مولانا اپنے استدلال کی خاطر اس کا ذکر فرماتے اور اپنے مستدلّات میں ایک دلیل بڑھا لیتے، حالانکہ بیس (۲۰) رکعات ثابت کرنے کے لیئے انہوں نے علاّمہ نیموی کی کتاب آثار السنن میں سے وہ روایتیں بھی نقل کر دیں جن کے جوابات کئی بار علمائے حدیث دے چکے ہیں لیکن اس روایت کے بارے میں اشارہ تک نہیں فرمایا۔ ان مذکورہ بالا شواہد سے واضح ہو جاتا ہے کہ اصل لفظ [عِشْرِیْنَ لَیْلَۃً] ہی ہے اور اس کو [عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً] بنانا تحریف ہے۔

## یہ تحریف کب ہوئی؟ کس نے کی؟ اور کیوں کی؟:

ہم پہلے واضح کر چکے ہیں کہ ہند میں ۱۳۱۸ھ تک جتنے نسخے سنن ابی داؤد کے مطبوع ہوئے ان سب کے سب میں [عِشْرِیْنَ لَیْلَۃً] ہی مطبوع ہے اور کسی قسم کا کوئی اشارہ نسخوں کے اختلاف کا نہیں ہے، البتہ جب مولانا محمود حسنؒ کے حواشی کے ساتھ سنن ابی داؤد کو چھپوایا گیا تو ناشرین نے خود یا کسی کے مشورہ سے متن میں [لَیْلَۃً] اور اس کے اُوپر [ن]

کا نشان دے کر حاشیہ پر [ رَکْعَةً ] لکھ دیا، اس کے بعد جب مولانا فخر الحسنؒ کے حواشی کے ساتھ طبع کرایا گیا تو اس کے متن میں [ رَکْعَةً ] لکھا اور اس کے اُوپر [ ن ] کا نشان دے کر حاشیہ پر [ لَیْلَةً ] لکھ دیا تا کہ یہ تأثّر عام ہو جائے کہ یہاں نسخوں کا اختلاف ہے، اسی طرح بذل المجھود کے ساتھ سنن ابی داؤد کی طبع کے وقت متن میں [ لَیْلَةً ] لکھا اور اوپر [ ن ] کا نشان دے کر حاشیہ پر [ رَکْعَةً ] لکھا، اور اس کے ساتھ یہ عبارت لکھ دی [ كَذَا فِيْ نُسْخَةٍ مَقْرُوْءَةٍ عَلٰى الشَّيْخِ مَوْلَانَا مُحَمَّد اِسْحَاق رحمہ اللہ ] بغیر اس وضاحت کے کہ یہ عبارت کس کی ہے؟ اس نسخہ کو کس نے دیکھا تھا؟ اور کہاں دیکھا تھا؟ اور اب وہ نسخہ کہاں ہے؟ یاد رہے کہ یہ عبارت مولانا کی شرح کی عبارت میں نہیں بلکہ اصل کتاب یعنی سنن ابی داؤد کے حاشیہ پر لکھی گئی ہے، پس یہ عبارت مجہول القائل ہونے کی بناء پر نا قابلِ اعتماد ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اس پوری کی پوری کاروائی سے یہ تأثّر دینا مقصود تھا کہ سنن ابی داؤد کے بعض نسخوں میں [ عِشْرِيْنَ رَکْعَةً ] موجود ہے تا کہ اس حدیث کو بیس (۲۰) رکعات تراویح کے ثبوت میں پیش کیا جا سکے، لیکن شواہد کے ہوتے ہوئے اس کاروائی کو ایک قسم کی تدلیس اور تلبیس نہ سمجھا جائے تو کیا کہا جائے؟

اگر کوئی کم فہم یہ شبہہ پیدا کرنے کی کوشش کرے کہ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ایسے علماء کے نام پر اور انکے حواشی کے ساتھ کتابیں چھپوائی جائیں اور ان کتابوں میں ایسی تحریف کی جائے اور وہ خود یا ان کے شاگرد جو بڑے بڑے علماء ہیں اس پر خاموش رہیں، یہ کیسے ممکن ہے؟ تو اُنہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ ممکن اور ناممکن کی بحث بے فائدہ ہے، دنیا میں اس سے بڑی اَن ہونی باتیں ہو چکیں اور آج تک موجود ہیں اور کسی کو بھی سوائے زبانی باتوں کے ان کی اصلاح کی توفیق نہیں ملی۔

## کتاب اللہ میں تحریف واضافہ:

حضرت مولانا محمود الحسنؒ صاحب سے کون واقف نہیں اور ان کی کتاب ایضاح الادلّہ کو کون نہیں جانتا جو مولانا نے ایک اہلحدیث عالم کے جواب میں لکھی جبکہ اس عالم نے ردِّ تقلید پر آیت ﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذٰلِکَ خَيْرٌ وَّأَحْسَنُ تَأْوِيْلاً o ﴾ سے استدلال کیا تو مولانا نے اس کا جواب دیا اور اپنے خیال میں اس کے جواب میں ایک آیت بھی لکھ دی اور اسی اپنی پیش کردہ آیت کو مستدلّ بنایا لیکن اس آیت کا کلامِ مجید میں کہیں بھی وجود نہیں، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''اب اس سے صاف ظاہر ہے کہ فی الحقیقت حکم تو حکمِ خداوندی ہے اور منصبِ حکومت انبیائے کرام علیہم السلام و امام و قاضی و آئمۂ مجتہدین یا دیگر اولوالامر عطائے خداوندِ متعال بعینہٖ اس طرح پر ہوگا جیسے منصبِ حکم حکّامِ ماتحت کے حق میں عطائے حکّامِ بالا دست ہوتا ہے اور جیسے اطاعتِ حکّامِ ماتحت سراسر اطاعتِ حکامِ بالا دست سمجھی جاتی ہے اسی طرح پر اطاعتِ انبیائے کرام علیہم السلام و جملہ اولی الامر بعینہٖ اطاعتِ خداوند جلّ جلالہٗ خیال کی جائے گی اور متّبعین انبیائے کرام علیہم السلام اور دیگر اولی امر کو خارج از اطاعتِ خداوندی سمجھنا ایسا ہوگا جیسا متّبعین احکامِ حکّامِ ماتحت کو کوئی کم فہم خارج از اطاعتِ حکّامِ بالا دست کہنے لگے، یہی وجہ ہے کہ یہ ارشاد ہوا:

﴿ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ﴾ ( وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ )

ظاہر ہے کہ اولی الامر سے مراد اس آیت میں سوائے انبیاء کرام علیہم السلام اور کوئی ہیں، سو دیکھیے اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ حضراتِ انبیاء علیہم السلام و جملہ اولوالامر واجب الاتّباع ہیں، آپ نے آیت: ﴿ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ ﴾ تو دیکھ لی اور آپ کو یہ اب تک معلوم نہ ہوا کہ جس قرآن کریم میں یہ آیت ہے، اُسی قرآن میں آیتِ مذکورہ بالا معروضۂ احقر بھی موجود ہے، عجب نہیں کہ آپ دونوں آیتوں کو حسبِ عادت متعارض سمجھ کر ایک کے ناسخ اور دوسری کے منسوخ ہونے کا فتویٰ لگانے لگیں''۔ انتہی۔ [1]

سابقہ عبارت کو غور سے دیکھا جائے کہ مولانا مرحوم کس طرح اہلحدیث عالم کی پیش کردہ

---

[1] ایضاح الادلة (ص ۹۷۔۹۸) طبع دوم، قاسمی دیوبند ۱۳۳۰ھ۔ باہتمام مولانا حبیب الرحمٰن، توزیع فاروقی کتب خانہ، ملتان۔

آیت: ﴿فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ کے مقابلہ میں ایک دوسری آیت پیش کررہے ہیں جس کے الفاظ یہ ہیں: ﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ (وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ) اور کس طرح اس اہلحدیث عالم پر پھبتی کستے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ آیت تو دیکھ لی لیکن یہ دوسری آیت معروضۂ احقر کا آپ کو اب تک پتہ نہیں چلا، اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ دوسری آیت جس کا تعارف مولانا ''آیتِ مذکورہ بالا معروضۂ احقر'' کے الفاظ سے کرا رہے ہیں، قرآن مجید کے کس پارہ میں ہے؟ یہ کتاب مولانا کے نام پر چھپی اور آپ کی زندگی میں کئی بار چھپی اور آپ کے شاگردوں نے جو بڑے بڑے علماء تھے دیکھی، کیا کسی کو توفیق ملی کہ اس کی اصلاح کرے، اگر یہ ناممکن سی بات وجود میں آسکتی ہے تو پھر اس قسم کی کسی بھی کوتاہی کو جو کسی سے بھی سرزد ہو، ناممکن نہیں کہا جاسکتا اور اس قسم کی کوتاہیوں کی کوئی توجیہہ نہیں ہوسکتی سوائے اسکے کہ:

(اَلْعِصْمَةُ لِلّٰهِ وَ لِرَسُوْلِهٖ ﷺ خَاصَّةً) ①

مولانا موصوف کی زندگی میں یہ کتاب تین مرتبہ شائع ہوئی، پہلی بار ۱۲۹۹ھ میں اور دوسری مرتبہ اکتیس سال کے بعد ۱۳۳۰ھ میں اور اس کے بعد تیسری بار بھی اسے شائع کیا گیا اور پھر موصوف ۱۳۳۹ھ میں وفات پاگئے۔ چالیس سال کے اس طویل عرصہ میں موصوف کو یہ غلطی نظر نہیں آئی اور نہ ان کے کسی عقیدت منداور مرید نے اس غلطی کو محسوس کیا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ موصوف کی نگاہ میں یہ غلطی ہی نہ تھی کیونکہ اندھی تقلید میں لت پت ہونے کی وجہ سے ان کے ذہن پر یہ آیت اسی طرح نقش تھی۔ ورنہ چالیس سال میں ایک بچہ پیدا ہوکر جوانی کی انتہاء تک پہنچ جاتا ہے اور زندگی کے مختلف تجربات اسے حاصل ہوجاتے ہیں۔ جامد تقلید کی بیماری نے ان حضرات کو اس حد تک اندھا کر رکھا تھا کہ استادوں، شاگردوں اور مریدوں میں سے کسی کو بھی یہ غلطی دکھائی نہ دی اور اس کا اعتراف کئی دیوبندیوں نے خود اپنی تحریروں کے ذریعے کیا ہے۔

---

① ہفت روزہ الاعتصام بابت ۲۳ ذوالقعدہ ۱۴۰۸ھ بمطابق ۸ جولائی ۱۹۸۸ء۔

ایک عرصہ کے بعد بعض حضرات نے کچھ ہمت کی اور اسے [افسوس ناک غلطی]، [سبقتِ قلم] اور [کاتب کی غلطی] قرار دیا۔ ① جبکہ درحقیقت یہ سہو وسبقتِ قلم نہیں نہ کاتب کی غلطی، اوراس کی دلیل ادلہ کاملہ ص: ۱۸ پر خود ان کا اپنا کلام ہے۔

اسی طرح اس بات پر بعض دیگر گھر کی گواہیاں بھی موجود ہیں مثلاً:

مولانا عامر عثمانی رحمہ اللہ دیوبندی نے اپنے رسالہ تجلی میں اس تحریر پر جو تبصرہ فرمایا ہے وہ انہی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں:

"کتابت کی غلطی اس لیئے نہیں کہی جاسکتی کہ حضرت شیخ الہند کا استدلال ہی اس ٹکڑے پر قائم ہے جو اضافہ شدہ ہے اور آیت کا اسی اضافہ شدہ شکل کا قرآن میں موجود ہونا وہ شدّ ومد سے بیان فرمارہے ہیں۔ اولی الامر کے واجب الاتباع ہونے کا استنباط بھی اسی سے کر رہے ہیں اور حیرت در حیرت ہے کہ جس مقصد کیلئے اصل آیت نازل ہوئی تھی ان کے اضافہ کردہ فقرے اوراس سے استدلال نے اسے بالکل الٹ دیا ہے"۔ ②

## حکیم مولانا محمد اشرف صاحب سندھو رحمہ اللہ کی تحقیقات کا خلاصہ :

کتبِ حدیث میں تحریفات اور تغیر وتبدّل کے سلسلہ میں ہی حکیم مولانا محمد اشرف صاحب سندھو رحمہ اللہ نے بھی اپنی کتاب **نتائج التقلید** میں بڑی تفصیل ذکر کی ہے، چنانچہ موصوف لکھتے ہیں :

① **سنن ابی داؤد** جیسی مشہور ومعروف اور مستند درسی کتاب جو صحاح ستہ کا جزء شمار کی جاتی ہے، اس میں نمازِ تراویح باجماعت کا ابتدائی واقعہ بلفظہٖ یوں مروی ہے :

((عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰی أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ

---

① دیکھیئے : **ادلہ کاملہ** ( ص: ۱۸، ۱۹ )، قرآن وحدیث میں تحریف (ص: ۷۰، ۷۱)

② تجلی دیوبند نومبر ۱۹۶۲ء ص: ۶۱، ۶۲ بحوالہ **توضیح الکلام**، ص: ۲۵۵، جلد اول۔ قرآن وحدیث میں تحریف (ص: ۷۴)

فَكَانَ يُصَلِّي بِهِمْ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَلَا يَقْنُتُ بِهِمْ اِلَّا... اَلْحَدِيْثِ)) ①

’’حضرت حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت پر اکٹھے کیا، وہ انہیں بیس راتیں تراویح پڑھاتے اور دعاءِ قنوت نہیں کرتے تھے سوائے...‘‘۔

الغرض دنیا بھر کے مطبوعہ اور قدیم قلمی نسخوں میں یہ حدیث [عِشْرِيْنَ لَيْلَةً] ہی کے لفظ سے منقول ہے، نہ صرف یہی بلکہ علاّمہ ولی الدین رحمہ اللہ جیسے مشہور محدِّث نے مشکوٰۃ المصابیح میں بھی یہ حدیث ابوداؤد کے نام سے [عِشْرِيْنَ لَيْلَةً] ہی کے لفظ سے نقل کی ہے، چنانچہ مشکوٰۃ شریف کے جمیع قلمی اور تمام مطبوعہ نسخوں میں یہ حدیث اِسی لفظ سے پائی جاتی ہے، ملاحظہ ہو: مشکوٰۃ مطبوعہ نور محمد حنفی نقش بندی (ص:۱۱۴) باب قنوت فی الوتر، فصل ثالث، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ مصر (ص:۱٦۷) فصل ثالث، اشعۃ اللّمعات شرح المشکوٰۃ، باب قنوت فی الوتر، فصل ثالث۔

اس تحریف کو لوگوں میں پہنچانے کے لیۓ اس حدیث پر کئی حملے کیۓ گیۓ:

**پہلا حملہ :**

(شیخ الہند) مولوی محمود الحسن صاحب نے سنن ابی داؤد مطبوعہ مجتبائی دہلی کی تصحیح کرتے وقت اس حدیث کے متن میں تو لفظ [عِشْرِيْنَ لَيْلَةً] ہی رہنے دیا لیکن تصدیق و تائیدِ حنفیّت کے لیۓ [لَيْلَةً] پر نسخہ کا نشان دے کر حاشیہ میں یوں لکھا: ([رَكْعَةً] كَذَا فِيْ نُسْخَةٍ مَقْرُوْءَةٍ عَلَى الشَّيْخِ مَوْلَانَا مُحَمَّد اِسْحٰق رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى) ②

---

① سنن ابو داؤد، باب القنوت في الوتر، مطبوعه مصر، ابوداؤد، مطبوعه قادری دهلی ۱۲۷۲ء جلد اوّل (ص: ۲۰۱)، ابو داؤد، مطبوعه محمدی دهلی ۱۲٦۴ء جلد اوّل (ص: ۲۰۳)

② ابو داؤد، جلد اوّل (ص: ۲۱۹)

## دوسرا حملہ :

مولوی خلیل احمدؒ صاحب سہارن پوری نے شیخ الہند کی تصحیح کردہ ابوداؤد کو پسند کرتے ہوئے اپنی شرح **بذل المجهود فی حل ابی داؤد** اسی پر لکھی ہے، اور **باب قنوت فی الوتر** کی حدیث [عِشْرِيْنَ لَيْلَةً] کے متن اور حاشیہ کو اسی طرح بحال رکھتے ہوئے خاموشی اختیار کی ہے، یعنی متنِ **ابو داؤد** میں تو [عِشْرِيْنَ لَيْلَةً] ہی رکھا اور حاشیہ پر لکھ دیا [رَكْعَةً] **كَذَا فِيْ نُسْخَةٍ مَقْرُوْءَةٍ عَلٰى الشَّيْخِ مَوْلَانَا مُحَمَّد اِسْحٰق رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى.** ملاحظہ ہو: **بذل المجهود** (ص:٣٦٨)، گویا آنے والی نسلوں کو دھوکا دیا ہے کہ **سنن ابی داؤد** میں [عِشْرِيْنَ لَيْلَةً] اور [عِشْرِيْنَ رَكْعَةً] دونوں طرح آیا ہے، حضرت شیخ محمد اسحاق محدّث دہلوی کے درس پر افتراء کی حقیقت کو جاننے کے لئے حضرت شیخ کے خاص حنفی تلامذہ سے مولانا علی احمد صاحب سہارن پوری رحمہ اللہ جو خاص طور پر حضرت شیخ کے درس کا حوالہ ذکر کرنے کے عادی ہیں، انکے حاشیہ کا دیکھ لینا ضروری ہے۔ چنانچہ **صحیح بخاری، باب** [اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ] کے حاشیہ میں بغیر اپنی تحقیق کیئے صرف حضرت شیخ الہند کے قول سے [اِلَّا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ] بیہقی کا حوالہ لکھا ہے، اگر سہارن پوری صاحب رحمہ اللہ [رَكْعَةً] والے نسخہ کا ذکر درسِ شیخ میں سُن پاتے تو اپنے حاشیۂ مشکوٰۃ یا حاشیہ بخاری میں ضرور ذکر کرتے۔

اور ایسے ہی حضرتِ شیخ کے دوسرے تلمیذ نواب قطب الدین صاحب نے بھی "**مظاهر الحق**" میں ذکر نہیں کیا، پھر شیخ کے قریب کے زمانہ میں دو حنفی بزرگوں کی تصحیح سے سنن ابی داؤد کے دو نسخے مطبوع ہیں، ایک قادری دہلوی اور دوسرے محمدی دہلوی تھے، ان میں بھی حنفی بزرگوں نے [رَكْعَةً] والے نسخہ کا ذکر نہیں کیا، جو اس امر کی مجسم دلیل ہے کہ یہ سب بعد کی ساخت پرداخت ہے۔

## تیسرا حملہ:

مولوی فخر الحسنؒ اور فیض الحسنؒ صاحبان گنگوہی رکن رکینِ دیوبند دونوں باپ بیٹے نے ابــو داؤد مطبوعہ مجیدی کانپور ۱۳۴۵ھ کی تصحیح اور حواشی لکھتے ہوئے [رَکْـعَةً] کو متنِ حدیث میں لکھ کر اصل پر [نسخہ] کا نشان دیتے ہوئے حاشیہ میں [لَیُـلَةً] کو نسخہ قرار دے دیا، ملاحظہ ہو ابو داؤد (ص:۲۰۲) مع حاشیہ التعلیق المحمود، جلد اول، مطبوعہ مجیدی کانپور۔

## چوتھا حملہ:

چوتھے شہسوار نے ابــو داؤد مطبوعہ نولکشور کی تصحیح کرتے ہوئے پہلے تینوں سے بڑھ چڑھ کر جوہریوں دکھلائے کہ [عِشْرِیْنَ لَیْلَةً] کو متنِ حدیث میں ہی [عِشْرِیْنَ رَکْعَةً] کر دیا، ملاحظہ ہو ابو داؤد (ص:۲۰۳) مطبوعہ نولکشور۔

علّامہ زیلعیؒ حنفی نے (نـصب الرایہ ص:۱۲۶، ج:۲) میں، ابن نجیمؒ حنفی نے (البحر الــرائق ص:۴۰، ج:۲) میں، ابن ہمامؒ نے (فتح الـقـدیـر ص:۳۷۵، ج:۱) میں علّامہ حلبیؒ نے (مستـمـلـی ص:۴۱۶) میں اور مفتی احمد یار حنفی بریلوی نے (جاء الحق، ۲/۹۵) میں اسی ابو داؤد کے حوالے سے نقل کیا ہے، اور ان تمام نے عشرین لیلة کے الفاظ نقل کرتے ہوئے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اسی طرح ابن ترکمانیؒ نے (الـجـوھر النقی ج:۲، ص:۴۹۸) میں اس روایت کے ضعیف و منقطع ہونے کی صراحت کی ہے۔

ملّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ نے (مـرقـاة ص:۱۸۴، ج:۳) میں، شیخ عبدالحق محدّث دھلوی نے (اشعة اللمعات ص:۵۸۱، ج:۱) میں اور مولوی قطب الدین دھلوی حنفی نے (مظاھر حق ص:۴۱۶، ج:۱) میں اس روایت کو ابو داؤد سے عشرین لیلة کے الفاظ سے ہی ذکر کیا ہے۔ (تحفہ حنفیہ ص:۳۹)

یہاں تک تمام بحث کا دارومدار سـنـن ابی داؤد کی روایت تھی اور اگر سـنـن ابی داؤد کی روایت کے علاوہ یہ مضمون کسی دوسری روایت میں وضاحت سے موجود ہو تو سنن ابی

داؤد کی اس روایت کا صحیح محلِ وقوع معلوم ہو جائے گا اور حقیقت یہ ہے کہ اس سلسلہ میں بالکل واضح اور صحیح روایت موجود ہے جو اس اختلاف کا دوٹوک الفاظ میں فیصلہ کر دیتی ہے چنانچہ وہ روایت ملاحظہ فرمائیں:

(عَبۡدُ الرَّزَّاقِ عَنۡ مَعۡمَرٍ عَنۡ أَيُّوۡبَ عَنِ ابۡنِ سِيۡرِيۡنَ قَالَ: كَانَ أُبَيٌّ يَقُوۡمُ لِلنَّاسِ عَلٰى عَهۡدِ عُمَرَ فِيۡ رَمَضَانَ، فَإِذَا كَانَ النِّصۡفُ جَهَرَ بِالۡقُنُوۡتِ بَعۡدَ الرَّكۡعَةِ، فَإِذَا تَمَّتۡ عِشۡرُوۡنَ لَيۡلَةً اِنۡصَرَفَ اِلٰى أَهۡلِهٖ وَ قَامَ لِلنَّاسِ أَبُوۡ حَلِيۡمَةَ مُعَاذُ الۡقَارِئُ وَ جَهَرَ بِالۡقُنُوۡتِ فِيۡ الۡعَشۡرِ الۡأَوَاخِرِ، حَتّٰى كَانُوۡا مِمَّا يَسۡمَعُوۡنَهٗ يَقُوۡلُ: اَللّٰهُمَّ قَحِطَ الۡمَطَرُ، فَيَقُوۡلُوۡنَ: آمِيۡنَ، فَيَقُوۡلُ: مَا أَسۡرَعَ مَا تَقُوۡلُوۡنَ آمِيۡنَ. دَعُوۡنِيۡ حَتّٰى أَدۡعُوَ)

”امام ابن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابیّ بن کعب رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں رمضان المبارک کے مہینے میں لوگوں کی امامت کیا کرتے تھے اور جب نصف رمضان گزر جاتا تو وہ رکوع کے بعد قنوت جہر (بلند آواز) سے پڑھتے تھے۔ جب بیس راتیں (عشرون لیلة) گزر جاتیں تو وہ (ابیّ بن کعب رضی اللہ عنہ) اپنے گھر والوں کے ہاں چلے جاتے اور لوگوں کی امامت حضرت ابوحلیمہ معاذ القاری رضی اللہ عنہ کرواتے اور وہ آخری عشرہ میں قنوت جہر سے پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ مقتدی ان کی دعائیں سنتے تھے۔ وہ (حضرت ابوحلیمہ رضی اللہ عنہ) کہتے:

”اے اللہ! بارشیں نہ ہونے سے قحط سالی ہوگئی ہے......“۔ اسی پر لوگ آمین کہہ دیتے تو حضرت ابوحلیمہ رضی اللہ عنہ ان سے کہتے: تم آمین کہنے میں بہت جلدی کرتے ہو مجھے چھوڑو تاکہ میں دعاء مکمل کر لیا کروں“۔ (اور بارش طلب کرنے کی دعاء کے بعد تم آمین کہو)۔ ①

---

① مصنف عبدالرزاق حدیث: ۷۷۲۴ طبع المجلس العلمی کراچی.

یہ حدیث اعلیٰ درجے کی صحیح حدیث ہے۔ امام عبدالرزاق کے استاد معمر بن راشد الازدی البصری ثقہ، ثبت اور فاضل ہیں اور کتبِ ستہ کے راوی ہیں اور ان کے استاد ایوب بن ابی تمیمۃ کیسان السختیانی بھی ثقہ، ثبت اور حجۃ ہیں اور کتبِ ستہ کے راوی ہیں اور ان کے استاد محمد بن سیرین الانصاری البصری ثقہ، ثبت اور کبیر القدر [بڑے بزرگ] ہیں۔ آپ روایت بالمعنیٰ کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ آپ ۱۱۰ھ میں فوت ہوئے اور اس وقت آپ کی عمر ۷۷ برس تھی۔ آپ ۳۳ھ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں پیدا ہوئے۔ ابوحلیمہ معاذ بن حارث بن الارقم الانصاری الخزرجی رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور انہیں قاری کہا جاتا تھا۔ [1]

یہ یومِ حرہ میں شہید ہوئے تھے۔ یومِ حرہ ۶۴ھ میں پیش آیا اور اس وقت ابن سیرین رحمہ اللہ ۳۱ سال کے تھے تو اس طرح ان کی ملاقات ابوحلیمہ القاری سے ممکن ہے اور یہ حدیث متصل ہے۔

اس صحیح روایت سے ثابت ہوا کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیس راتوں تک تراویح پڑھا کر اپنے گھر چلے جاتے اور بقیہ آخری عشرہ میں حضرت ابوحلیمہ معاذ القاری رضی اللہ عنہ لوگوں کی امامت فرمایا کرتے تھے۔ اس واضح حدیث سے ثابت ہوگیا کہ حدیث میں اصل الفاظ عشرین لیلۃ (بیس راتیں) ہی ہیں اور عشرین رکعۃ کے الفاظ بعض لوگوں کا وہم ہے یا بعض لوگ جان بوجھ کر اس علمی خیانت کے مرتکب ہوئے ہیں اور اپنے مسلک کو دھوکا وفراڈ سے ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ نیز اس مفصل روایت سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ نے ''بذل المجھود'' میں نصف الباقی کا جو مطلب بیان کیا ہے وہ بھی غلط ہے بلکہ نصف الباقی کا مطلب رمضان المبارک کا نصف ہے۔ [2]

② امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی روایتِ عدمِ رفع الیدین پر

---

[1] الاصابۃ ۴/۱۰۹، قرآن وحدیث میں تحریف (ص: ۲۴۰۔۲۴۱)

[2] قرآن وحدیث میں تحریف (ص: ۲۳۸۔۲۴۲)

جرح کرتے ہوئے کہا تھا:

**(هَذَا حَدِيْثٌ مُخْتَصَرٌ مِنْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ وَ لَيْسَ هُوَ بِصَحِيْحٍ عَلٰى هَذَا اللَّفْظِ)** ①

> ”یہ ایک طویل حدیث کا اختصار ہے اور یہ صحیح نہیں اس معنیٰ پر (کہ دوبارہ رفع الیدین نہ کرتے تھے)“

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کی اس جرح کو ان کے حوالے سے صاحبِ مشکوٰۃ نے (ص:۷۷) پر، علاّمہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے (التمھید ص:۲۲۰، ج:۹) میں، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے (التلخیص ص:۲۲۲، ج:۱) میں اور علاّمہ شوکانی رحمہ اللہ نے (نیل الاوطار ص:۱۸۷، ج:۲) میں نقل کیا ہے۔

محدّث عظیم آبادیؒ نے (عون المعبود شرح سنن ابی داؤد ص: ۲۷۳، ج: ۱) میں صراحت کی ہے کہ میرے پاس دو صحیح و معتبر قلمی نسخے ہیں جن میں یہ جرح موجود ہے، لیکن کتنے ستم کی بات ہے کہ جب دیوبندی مکتبِ فکر کے محدّثِ عظیم مولوی فخر الحسن گنگوہیؒ نے ابوداؤد کو اپنی تصحیح سے شائع کیا تو اس جرح کو متن سے نکال دیا۔ ②

حالانکہ مولوی محمود حسن خانؒ کی تصحیح سے جو ابوداؤد کا نسخہ شائع ہوا تھا اس کے صفحہ:۱۱۶، جلد اول کے حاشیہ پر نسخہ کی علامت دے کر لکھا ہوا تھا کہ ایک نسخہ میں یہ عبارت بھی موجود ہے پھر مذکورہ تمام عبارت کو نقل کیا گیا ہے۔ ③

③ سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ میں امام ابوداؤد نے ایک باب یوں ارقام فرمایا ہے: [**بَابُ مَنْ رَأَى الْقِرَاءَةَ اِذَا لَمْ يَجْهَرُ**] ابو داؤد مطبوعہ دہلی ۱۳۶۴ھ۔ اور ایسے ہی

---

① ابو داؤد مع العون (۱/ ۲۷۴) ابو داؤد (۱/ ۱۷۳)، طبع حلب ۱۹۵۲ء

② ابو داؤد (ص: ۱۰۹)

③ قرآن وحدیث میں تحریف (ص:۲۴۲،۲۴۳)

یہ باب ابو داؤد (ص:۱۱۹) مطبوعہ قادری دہلی ۱۲۷۱ھ اور مطبوعہ مجیدی کانپور ۱۳۴۶ھ میں بھی انہی الفاظ سے مرقوم ہے۔ علاوہ ازیں قدیم قلمی نسخوں اور تمام ابو داؤد مطبوعہ مصر میں بلفظہٖ مطبوع ہے، لیکن مطبع مجتبائی دہلی نے جب سنن ابی داؤد کی طباعت کا ارادہ کیا تو مولانا محمود الحسنؒ صاحب کو تصحیح کا ذمہ دار ٹھہرایا، شیخ الہند صاحب نے ابو داؤد مطبوعہ مجتبائی کی تصحیح کرتے ہوئے امام ابوداؤد کے قائم کردہ باب [مَنْ رَأَى الْقِرَاءَ ةَ اِذَا لَمْ يَجْهَرْ ] کو متن سے خارج کر کے اپنا من گھڑت باب بالفاظ [مَنْ كَرِهَ الْقِرَاءَ ةَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ اِذَا جَهَرَ اْلاِمَامُ] کو متنِ کتاب میں درج کر دیا، اور اس پر نسخہ کا نشان [ن] دے کر حاشیہ میں لکھ دیا کہ باب [مَنْ تَرَكَ الْقِرَاءَ ةَ فِيْمَا جَهَرَ الْاِمَامُ ] اور باب [ مَنْ رَأَى الْقِرَاءَ ةَ اِذَا لَمْ يَجْهَرْ ] یہ دونوں باب بھی میرے دونوں نسخوں میں مرقوم ہیں۔ ملاحظہ ہو: ابو داؤد، جلد اول (ص:۱۲۷) مطبوعہ مجتبائی۔

مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پوریؒ سے اس حیرت انگیز و تحیّر خیز اضافہ و تحریف پر صبر نہ ہو سکا، چنانچہ اپنی تصحیح کردہ ابو داؤد پر حاشیہ لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

> (بَابُ مَنْ كَرِهَ الْقِرَاءَ ةَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ اِذَا جَهَرَ الْاِمَامُ ......... وَلَيْسَتْ هٰذِهِ التَّرْجَمَةُ اِلَّا فِيْ نُسْخَةِ الْمُجْتَبَائِيَّةِ وَعَلىٰ الْحَاشِيَةِ نُسْخَتَانِ أُخْرَيَانِ، اَلْاُوْلىٰ: بَابُ مَنْ تَرَكَ الْقِرَاءَ ةَ فِيْمَا جَهَرَ الْاِمَامُ وَهٰذِهِ التَّرْجَمَةُ مِثْلَ التَّرْجَمَةِ السَّابِقَةِ وَلَمْ تُوْجَدْ اِلَّا عَلىٰ الْحَاشِيَةِ الْمُجْتَبَائِيَّةِ، وَالثَّانِيَةُ: بَابُ مَنْ رَأَى الْقِرَاءَ ةَ اِذَا لَمْ يَجْهَرْ، وَهٰذِهِ التَّرْجَمَةُ مَوْجُوْدَةٌ فِيْ جَمِيْعِ النُّسَخِ الْمَوْجُوْدَةِ وَاخْتَارَهَا صَاحِبُ الْعَوْنِ) ①

"[حاصلِ ترجمہ] مولانا محمود الحسنؒ کا درج کردہ باب [مَنْ كَرِهَ الْقِرَاءَ ةَ بِفَاتِحَةِ

---

① بذل المجهود فی حلّ ابو داؤد (ص:۵۶)

**الْكِتَابِ اِذَا جَهَرَ الْإِمَامُ** ]سوائے [ان کے تصحیح کردہ] نسخہ مجتبائی کے دنیا بھر کے کسی دوسرے نسخہ میں موجود نہیں ہے اور حاشیہ پر جو دو ترجمے اور لکھے ہیں، ان میں سے ایک باب جو [**مَنْ تَرَكَ الْقِرَاءَةَ فِيمَا جَهَرَ الْإِمَامُ** ] ہے، یہ بھی پہلے باب کی مانند ہے جو صرف نسخہ مجتبائی کے حاشیہ پر ہی پایا گیا ہے، اس کے علاوہ کسی دوسرے نسخہ میں موجود نہیں ہے اور دوسرا باب [**مَنْ رَأَىٰ الْقِرَاءَةَ اِذَا لَمْ يَجْهَرْ**] یہ ترجمہ دنیا بھر کے جمیع نُسخ **ابو داؤد** میں موجود ہے اور اسی کو صاحبِ **عون المعبود** نے بھی اختیار کیا ہے.... [اشرف]''۔

④ بعض علماء وفقہاء کے نزدیک فاتحہ خلف الامام سے روکنے کی انتہائی اور آخری دلیل ابنِ ماجہ کی حدیث [**مَنْ كَانَ لَهُ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ**] ہے، چنانچہ صاحبِ ہدایہ نے اس کو قطعی دلیل قرار دیتے ہوئے لکھا ہے :

**( عَلَيْهِ اِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ )** ①

''اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے''۔

لیکن شومئ قسمت سے اس کی سند میں جابر جُعفی مشہور کذّاب راوی ہے جس کے متعلق امام طبری نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول یوں نقل کیا ہے :

**(مَا رَأَيْتُ أَحَداً أَكْذَبَ مِنْ جَابِرِ الْجُعْفِيِّ)** ②

''میں نے جابر جُعفی سے بڑا جھوٹا کوئی نہیں دیکھا''۔

نہ صرف یہی بلکہ **مقدمہ صحیح مسلم** میں ہے کہ جابر جعفی غالی رافضی تھا اور اسے اقرار تھا کہ مجھے پچاس ہزار موضوع (من گھڑت) احادیث یاد ہیں جن میں کسی دوسرے کا دخل نہیں۔ ③

---

① **ھدایہ**

② **ذیل الذیل طبری(ص:۹۸)**

③ **مقدمہ صحیح مسلم (ص:۱۵)**

امام ابن ماجہ نے روایتِ مذکورہ کی سند یوں نقل کی ہے :

((عَنْ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ)) [1]

”جابر جُعفی سے، ابوالزبیر سے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے“۔

یہ سند بلفظہٖ جمیع قدیم وجدید قلمی ومطبوعہ نسخوں میں منقول ہے۔ امام ابن ماجہ کے علاوہ امام طحاوی حنفی، حافظ ابن عبدالبر اور حافظ بیہقی نے اپنی سنن میں عَنْ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ سے ہی ذکر کی ہے بلکہ خود امام زیلعی حنفی نے نصب الرایۃ فی تخریج احادیث الھدایہ (ص: ۳۲۷) میں اس سند کو یوں ذکر کیا ہے :

(حَدِيْثُ جَابِرٍ اَخْرَجَهُ ابْنُ مَاجَةَ فِيْ سُنَنِهِ عَنْ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ) [2]

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کو امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں عَنْ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ کے طریق سے روایت کیا ہے“۔

لیکن مولوی فخر الحسن رحمہ اللہ صاحب گنگوہی رکن رکینِ دیوبند نے ابن ماجہ مطبوعہ فاروقی دہلی کی تصحیح کرتے ہوئے اپنی طرف سے اس میں ایک واؤ بڑھا کر اس سند کو یوں کر دیا :

(عَنْ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ وَعَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ)

”جابر جُعفی اور حضرت ابی الزبیر رحمہ اللہ دونوں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے“۔

---

[1] ابن ماجه (ص: ۲۸۰)

[2] نصب الرایه زیلعی جلد اوّل (ص: ۲۳۰) علّامہ زیلعی رحمہ اللہ کے علاوہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے [مَنْ كَانَ لَهُ...] الحدیث کو ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے: ”اور اسمیں جابر جعفی ہے جو کہ ضعیف ہے۔ اور اسکے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا ہے: [مَا رَأَيْتُ أَكْذَبَ مِنْهُ] ”میں نے اس سے بڑا جھوٹا کوئی نہیں دیکھا“۔ الدرایه تخریج الهدایه (ص: ۹۳)

ایسے ہی سنن دار قطنی میں ہے: عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ، دار قطنی (ص: ۱۲۶) مطبوعہ فاروقی دہلی۔

عَنْ جَابِرِ الْجُعْفِيّ وَعَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ کر کے جابر جعفی اور حضرت ابی الزبیر رحمہ اللہ دونوں کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ (صحابی) کا شاگرد اور ان سے روایت کرنے والے بنا دیا، اس سے فائدہ یہ سمجھا کہ قائلین [اہلحدیث] کا اعتراض رفع ہو جائیگا کیونکہ جھوٹا راوی جب ثقہ کی متابعت میں روایت کرے تو حدیث کی صحت میں کچھ خلل واقع نہیں ہوتا مگر ان کی یہ تمنّا پوری نہ ہوئی کیونکہ مطبوعہ فاروقی کی نقل جب مطبع نظامی اور مجتبائی دہلی میں چھپی تو مولوی محمد طاہر حنفی نے اس واؤ کے خلاف حاشیہ پر یہ اعلان شائع کر دیا:

(قَالَ فِي الزَّيْلَعِيّ: حَدِيْثُ جَابِرٍ اَخْرَجَهُ ابْنُ مَاجَةَ فِيْ سُنَنِهٖ عَنْ جَابِرِ الْجُعْفِيّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ) ①

”امام زیلعی نے کہا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کو امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں عَنْ جَابِرِ الْجُعْفِيّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے“۔

⑤ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ جیسے خاتمہ الحفّاظ نے بیہقی کے حوالہ سے یوں ذکر کیا ہے:

((وَاِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ وَاِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِکَ فَقَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ))

”جب آپ ﷺ نے رکوع کے لئے تکبیر کہی اور جب رکوع سے سَر اُٹھایا تو آپ ﷺ نے رفع یدین کی اور فرمایا: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ)) ”اللہ نے اسکی سن لی جس نے اس کی تعریف کی“۔

وَزَادَ الْبَيْهَقِيُّ: ((فَمَا زَالَتْ تِلْکَ صَلٰوتُهٗ حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ)) ②

---

① ابن ماجه (ص: ٩٠)

② تلخیص الحبیر حافظ ابن حجر توزیع جامعه سلفیه فیصل آباد.

”اور بیہقی میں یہ الفاظ زیادہ ہیں: ”تا دمِ واپسیں آپ ﷺ کی یہی نماز رہی“۔ ①

اور ایسے ہی حافظ ابنِ حجرؒ نے **الدراية تخريج الهداية** میں بھی لکھا ہے۔ ②

## شَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ أَهْلِهَا:

اور تو اور خود ابنائے دیو بند نے بیہقی کی اس روایت کو اپنی اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہے۔

چنانچہ مولانا خلیل احمدؒ صاحب سہارن پوری **بذل المجهود فی حل ابی داؤد** جلد ثانی میں لکھتے ہیں:

> **(وَاسْتَدَلَّ الْقَائِلُوْنَ بِالرَّفْعِ بِاَحَادِيْثٍ مِنْهَا حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ)**
>
> ”قائلینِ رفع یدین نے کئی احادیث سے استدلال کیا ہے جن میں سے ہی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث بھی ہے جو سنن کبریٰ بیہقی میں ہے“۔

مزید دیکھیے، اس سے ذرا آگے ”تنبیہ“ کے عنوان سے لکھتے ہیں:

> **(قَالَ الشَّوْكَانِيُّ بَعْدَ ذِكْرِ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ: هٰذَا الْحَدِيْثُ أَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ بِزِيَادَةٍ: ((فَمَا زَالَتْ تِلْكَ صَلٰوتُهُ حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى))، قَالَ ابْنُ الْمَدِيْنِيِّ: هٰذَا الْحَدِيْثُ عِنْدِيْ حُجَّةٌ عَلَى الْخَلْقِ، كُلُّ مَنْ سَمِعَهُ فَعَلَيْهِ أَنْ يَّعْمَلَ بِهِ، لِأَنَّهُ لَيْسَ فِيْ اَسْنَادِهٖ شَيْءٌ وَقَالَ فِيْ مَحَلٍّ آخَرَ عَلٰى أَنَّهُ ثَبَتَ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ عِنْدَ الْبَيْهَقِيِّ أَنَّهُ قَالَ بَعْدَ ذِكْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ تَكْبِيْرَةِ الْإِحْرَامِ وَعِنْدَ الرُّكُوْعِ**

---

① البیہقی نے موسیٰ بن عقبہ عن نافع عن ابن عمر کے طریق سے یہ روایت بیان کی ہے: **((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذَالِكَ فِي السُّجُوْدِ، فَمَا زَالَتْ تِلْكَ صَلٰوتُهُ حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى)) تخريج الهدايه حافظ ابن حجر، مطبوعه محبوب المطابع دهلى (ص: ۸۵)** یہ حدیث اور اس کا ترجمہ گزر گیا ہے۔

② **الدرايه ابن حجر (ص: ۸۵)**

وَعِنْدَ الْإِعْتِدَالِ ((فَمَا زَالَتْ تِلْكَ صَلٰوتُهٗ حَتّٰی لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰی فِيُهَا))اِنْتَهٰی. وَهٰذَا كَلَامُهٗ تُكُلِّمَ فِيُهِ وَهٰذَا غَلَطٌ فَاِنَّهٗ قَالَ الشَّيُخُ النِّيُمَوِيُّ فِيُ"آثَارِ السُّنَنِ"وَهُوَ حَدِيُثٌ ضَعِيُفٌ بَلُ مَوُضُوُعٌ وَقَالَ فِيُ تَعُلِيُقِهٖ قَالَ الزَّيُلَعِيُّ فِيُ"نَصُبِ الرَّايَةِ"......الخ ) ①

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی اس حدیث کو ذکر کر کے امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "امام بیہقی نے اس حدیث کو ان اضافی کلمات کے ساتھ روایت کیا ہے کہ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا یہ انداز تادمِ آخر رہا"۔ امام ابنُ المدینی فرماتے ہیں: "میرے نزدیک یہ حدیث تمام جہان والوں پر حجت ہے، جس نے اسے سنا اس پر عمل کرنا واجب ہے"۔ کیونکہ اسکی سند پر کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں ہے اور ایک دوسری جگہ وہ فرماتے ہیں: "رفع یدین امام بیہقی کے یہاں حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث کی رو سے ثابت ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تکبیرِ تحریمہ کہتے، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز وفات تک اسی طرح رہی"۔

اس کلام پر بعض اعتراضات کیئے گئے ہیں اور یہ غلط ہے، شیخ شوق نیموی نے آثار السنن میں کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف بلکہ من گھڑت ہے اور اپنی تعلیق میں کہا ہے: نصب الرایہ میں زیلعی نے کہا ہے .....الخ۔

المختصر یہ کہ رفع یدین کے قائلین حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے دوامِ رفع الیدین کے لیئے حجت لیتے ہیں جو امام بیہقی نے ذکر کی ہے چنانچہ امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن مدینی جیسے چوٹی کے مشہور اور ناموراما مِ حدیث نے کہا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میرے نزدیک قطعی حجت ہے، جو شخص اسے سن لے وہ ضرور رفع یدین کرے کیونکہ یہ صحیح اور بلاشُبہ رسولُ اللہ

---

① بذل المجهود، جلد ثانی

ﷺ سے ثابت ہے۔ صاحبِ **بذل المجهود** [اس قول پر اظہارِ ناراضگی کرتے ہوئے] لکھتے ہیں کہ علاّمہ شوکانی رحمہ اللہ کا امام ابن مدینیؒ کے قول سے اس حدیث کی ثقاہت پر استدلال کرنا غلط ہے کیونکہ علاّمہ شوق نیمویؒ نے اس حدیث کو اپنی تصنیف **آثار السنن** میں ضعیف اور موضوع کہا ہے اور ایسے ہی امام زیلعیؒ نے نصب الرایہ میں اس کی تضعیف کی ہے۔

صاحبِ **بذل المجهود** کے واضح بیان سے ظاہر ہے کہ حدیث (( **فَمَا زَالَتْ تِلْكَ صَلٰوتُهُ** )) مُتقدِّمین ومُتاخّرین اہلِ حدیث وحنفی اہلِ علم کے نزدیک مشہور ومسلّم ہے، چنانچہ علاّمہ زیلعیؒ، مولانا شوق نیموی رحمہ اللہ اور صاحبِ **بذل** مولانا خلیل احمدؒ کے علاوہ مشہورترین دیوبندی استاذ مولانا محمد اشفاقؒ صاحب مدرّس فتح پوری دہلی نے اپنے رسالہ **تنویر العینین** میں بیہقی کی حدیث [**فَمَا زَالَتْ...**] کا ذکر کرتے ہوئے خوب بھڑاس نکالی ہے۔

اس حدیث سے چونکہ نبی ٔکریم ﷺ کا رفع الیدین کے ساتھ نماز پڑھنا اور اس پر نبی ﷺ کا دوام اور ہمیشگی ثابت ہوتی ہے، لہٰذا بمصداق ”نہ رہے بانس نہ بجے بانسری“ اس حدیث کو طباعتِ سنن بیہقی کے بہانہ سے بیہقی سے خارج ہی کر دیا۔ ①

⑥ ملک سراج الدین اینڈ سنز نے ۱۳۷۶ھ میں مولوی محمد ادریس کاندھلویؒ وغیرہ دیوبندی کی تحقیق سے صحیح مسلم کو شائع کیا۔ اس میں حنفیت کی تائید کی غرض سے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت حسبِ ذیل سند وضع کی گئی:

> **(حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ لَنَا أُبَيٌّ قَالَ لَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو اللَّيْثِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمِ بْنِ عَمَّارَةَ عَنِ ابْنِ أُكَيْمَةَ اللَّيْثِيِّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ يَقُولُ سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ ......الخ)** ②

حالانکہ درست سند حسبِ ذیل ہے:

---

① نتائج التقلید از مولانا حکیم محمد اشرف سندھوؒ (ص:۱۸۸، ۱۹۸) معمولی ترمیم کے ساتھ۔

② صحیح مسلم (٢/ ١٦٨)

**(حَدَّثَنِی عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِیُّ قَالَ لَنَا أُبَیٌّ قَالَ لَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو اللَّیْثِیُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمِ بْنِ عَمَّارِ ابْنِ أُکَیْمَةَ اللَّیْثِیِّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیِّبِ یَقُوْلُ سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ ......الخ)** ①

یہی روایت ابوداؤد ص:۱۰، ج:۲، ترمذی مع التحفہ ص:۳۶۵ ج:۲، نسائی مجتبیٰ ص:۱۹۴ ج:۲، ابن ماجہ ص:۲۳۴، بیہقی ص:۳۶۶ ج:۹، المحلّٰی لابن حزم ص:۳ ج:۶ اور شرح معانی الآثار ص:۳۳۴، ج:۲ وغیرہ میں صحیح مسلم کی سند سے مروی ہے۔ ان سب میں عمرو ابن مسلم بن عمار کے آگے ابن اُکیمہ اللیثی کا واسطہ قطعاً نہیں ہے۔ اس تحریف کی ضرورت اس لیئے پیش آئی کہ:

ترمذی مع التحفہ ص:۲۵۴ ج:۱ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ایک حدیث مروی ہے جس سے فریقِ ثانی ترکِ قراءت خلف الامام کا استدلال کرتا ہے۔ ②

مگر اس کی سند میں ابن اُکیمہ اللیثی راوی ہے۔ صحیح مسلم میں تحریف اس غرض سے کی گئی تاکہ ابن اُکیمہ اللیثی کو صحیح مسلم کا راوی باور کرایا جائے۔ اہلِ علم سے گزارش ہے کہ وہ حافظ ابن حجر کی تالیف [تہذیب التہذیب ص:۴۱۰ ج:۷] کا مطالعہ کرلیں کہ انہوں نے اسے سننِ اربعہ کا راوی تو بتایا ہے مگر صحیح مسلم کا نہیں، اگر مذکورہ سند میں اس کا واسطہ ہوتا تو وہ اسے ذکر کرتے۔ ③

⑦ مستدرک حاکم میں ابان بن یزید عن قتادہ عن زرارہ بن اوفیٰ عن سعد بن ہشام کی سند سے ایک روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وتر کی تعداد کے بارے میں مروی ہے جو متن کے اعتبار سے شاذ ہے۔ (تفصیل دین الحق ص:۳۳۴ ج:۱ میں دیکھیئے) اس حدیث کے الفاظ یہ تھے:

**((عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُوْتِرُ بِثَلَاثٍ لَا یَقْعُدُ اِلَّا فِیْ آخِرِهِنَّ))**

---

① صحیح مسلم (۲/ ۱۶۰)

② احسن الکلام (۱/ ۲۷۸)

③ تحفہ حنفیہ (ص: ۴۴، ۴۵، ۵۸، ۴۹) قرآن وحدیث میں تحریف (ص:۲۴۵-۲۴۷)

''ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے نہ بیٹھتے تھے ان کے درمیان مگر آخر میں''۔

مگر احناف نے جب مستدرک حاکم کی اشاعت کی تو (لَا یَقْعُدُ) کو (لَا یُسَلِّمُ) بنا دیا۔ اس تحریف سے ان لوگوں نے ایک تیر سے دو شکار کیئے:

(۱) حنفیت کے نزدیک وتر کی دوسری رکعت میں تشہد ہے جبکہ اس روایت میں تشہد کی نفی ہوتی تھی لہٰذا ان ایمان دار لوگوں نے الفاظ کو بدل کر اپنی تردید کے الفاظ کا مفہوم ہی بگاڑ دیا۔

(۲) حنفیہ کے نزدیک چونکہ وتر کے درمیان سلام نہیں پھیرنا چاہیئے اس غرض کے تحت ان لوگوں نے (لَا یَقْعُدُ) کو (لَا یُسَلِّمُ) بنا دیا جس سے نمازِ وتر کی دوسری رکعت میں سلام کی نفی ہوگئی۔ یوں ان لوگوں نے متنِ روایت میں تحریف کر کے حنفیت کو سہارا دیا۔ ﴿اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ﴾

امام بیہقی رحمہ اللہ نے (السنن الکبریٰ ص: ۲۸ ج: ۳) میں اس روایت کو مستدرک کی سند سے ہی بیان کیا ہے جس کے الفاظ (لَا یَقْعُدُ) ہیں۔

علّامہ ذہبی رحمہ اللہ نے (تلخیص المستدرک، ص: ۳۰۴ جزء: ۱) میں، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے بھی (فتح الباری، ص: ۳۸۵، ج: ۲) میں اسے مستدرک سے ہی نقل کیا ہے اور الفاظ (لَا یَقْعُدُ) ہی نقل کیئے ہیں۔

علّامہ نیموی حنفی مرحوم نے (آثار السنن، ص: ۲۰۶) میں اسے مستدرک سے نقل کیا ہے مگر الفاظ (لَا یَقْعُدُ) بیان کیئے ہیں اور اس کے حاشیہ در حاشیہ تعلیق التعلیق میں صراحت کی ہے کہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے معرفت السنن والآثار میں کہا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ابان کے طریق میں (لَا یَقْعُدُ) کے الفاظ ہیں۔ پس صحیح الفاظ اس روایت میں (لَا یُسَلِّمُ) کی بجائے (لَا یَقْعُدُ) ہی ہیں۔ ①

---

① حاشیة آثار السنن (ص: ۲۰۶) تحفه حنفیه (ص: ۵۰، ۵۱) قرآن وحدیث میں تحریف (ص: ۲۴۷، ۲۴۸)

## ① مشہور کُتب کی طرف غلط روایات کی نسبت کے چند نمونے :

① مولانا احمد علی صاحب سہارن پوری الدلیل القوی میں لکھتے ہیں :

**(لَا يَقْرَأَنَّ أَحَدٌ مِّنْكُمْ شَيْئاً مِنَ الْقُرْآنِ اِذَا جَهَرْتُ بِالْقِرَاءَ ةِ ) قَالَ الدَّارُقُطْنِيُّ: رِجَالُهٗ كُلُّهُمْ ثِقَاتٍ )** [1]

''جب میں جہراً (بلند آواز سے) قراءت کروں تو تم کچھ بھی مت پڑھو''۔

دار قطنی کہتے ہیں کہ ''اسکی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں''۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اصل کتاب دار قطنی میں یہ روایت بالکل موجود ہی نہیں ہے بلکہ اس کے خلاف یہ روایت موجود ہے:

**((لَا يَقْرَأَنَّ مِنْكُمْ شَيْئاً مِّنَ الْقُرْآنِ اِذَا جَهَرْتُ الْقِرَاءَ ةَ اِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ)) (هٰذَا اِسْنَادٌ حَسَنٌ وَ رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ كُلُّهُمْ )** [2]

''جب میں جہراً قراءت کروں تو تم سورۂ فاتحہ کے سوا کچھ نہ پڑھو''۔

اس حدیث کی سند حسن درجہ کی ہے اور اسکے تمام راوی ثقہ ہیں۔

اندازہ فرمائیں کہ یہ کس قدر علمی خیانت ہے کہ [اِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ] کے اہم الفاظ کو چھوڑ کر باقی پوری روایت عوام کو گمراہ کرنے کی غرض سے اپنے ہی رنگ میں رنگ کر نقل کر دی ہے۔

② محدّث سہارن پوریؒ نے امام دار قطنیؒ کے علاوہ امام زیلعی رحمہ اللہ کے نام پر بھی یوں افتراء کیا ہے :

**( صَرَّحَ الزَّيْلَعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ بِأَنَّ حَدِيْثَ عُبَادَةَ ضَعَّفَهُ أَحْمَدُ وَجَمَاعَةٌ)** [3]

''زیلعیؒ نے صراحت کی ہے کہ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ والی حدیث کو امام احمدؒ اور

---

[1] بحوالہ نتائج التقلید (ص: ۱۹۹، ۲۰۰)

[2] دار قطنی، باب وجوب قراء ۃ ام القرآن فی الصلوٰۃ خلف الامام ۱/۱/۳۲۰.

[3] الدلیل القوی مولانا احمد علی سہارن پوری۔ بحوالہ سابقہ۔

محدّثین کی ایک جماعت نے ضعیف قرار دیا ہے"۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ الفاظ نصب الرایہ زیلعیؒ میں قطعاً نہیں ہیں۔

## ② دیوبند کے خاتم المحدّثین مولانا انور شاہؒ صاحب کا غلط افتراء :

دیوبندی محدّث وفقیہِ عصر علاّمہ انور شاہؒ صاحب کشمیری نے اپنی مایۂ ناز تصنیف فصل الخطاب میں سنن دارقطنی پر ایک نہیں بلکہ دو افتراء کیے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں :

(وَضَعَّفَ الدَّارُقُطْنِيُّ أَيُضاً مِنْ طَرِيُقِ مُحَمَّدِ بُنِ عَبُدِ اللّٰهِ بُنِ عُبَيُدِ بُنِ عُمَيُرٍ عَنُ عَمُرِوبُنِ شُعَيُبٍ) [1]

"دارقطنیؒ نے بھی اِس طریق یعنی مُحَمَّدِ بُنِ عَبُدِ اللّٰهِ بُنِ عُبَيُدِ بُنِ عُمَيُرٍ عَنُ عَمُرِوبُنِ شُعَيُبٍ کو ضعیف قرار دیا ہے"۔

① افتراءِ اول تو یہ کیا ہے کہ عَمرو بن شعیب کی حدیث (اِذَا كُنُتَ مَعَ الْاِمَامِ فَاقُرَأُ بِأُمِّ الْقُرُآنِ اِذَا سَكَتَ... اَلْحَدِيُثِ) کو اپنی سنن میں حافظ دارقطنیؒ نے روایت ہی نہیں کیا بلکہ دارقطنیؒ نے عَنُ عَطَاءٍ عَنُ أَبِيُ هُرَيُرَةَ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے :

((مَنُ صَلَّى الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوُبَةَ مَعَ الْاِمَامِ فَلْيَقُرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِيُ سَكَتَاتِهٖ وَمَنِ انْتَهٰى اِلٰى أُمِّ الْقُرُآنِ فَقَدُ أَجُزَأَهُ... اَلْحَدِيُثُ)) [2]

"جو شخص فرض نماز امام کے ساتھ ادا کرے، وہ امام کے سکتات میں سورۂ فاتحہ پڑھے اور جس نے سورۂ فاتحہ پڑھ لی، اسے وہ اس رکعت کیلئے کافی ہے... الخ"

② دوسرا افتراء علاّمہ انور شاہؒ صاحب نے حافظ دارقطنیؒ پر یہ کیا ہے کہ انہوں نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے حالانکہ یہ بھی سراسر غلط ہے کیونکہ حافظ دارقطنی نے حدیث کو ضعیف نہیں کہا بلکہ

---

[1] فصل الخطاب علّامہ کشمیری (ص:۸۹)

[2] دار قطنی (ص: ۱۲۰)

صرف محمد بن عبداللہ بن عبید راوی کو ضعیف کہا ہے، جو عَمر و بن شعیب کی روایت میں بھی موجود ہے لیکن اِس کے ضعیف ہونے سے یہ روایت ضعیف نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ دوسرے طریق سے بھی مروی ہے۔ اور میزان الاعتدال میں تو اس راوی کے بارے میں بھی کہا گیا ہے کہ ضعف کے باوجود اسکی بیان کردہ حدیث لکھی جائیگی۔ [1]

## اصل احادیث میں من گھڑت الفاظ کا اضافہ :

اپنے نظریہ کو ثابت کرنے کے لیئے بعض دفعہ آدمی خمول وذُہول کی سی کیفیت میں آجاتا ہے اور ایسا کر گزرتا ہے کہ اصل احادیث میں بعض من گھڑت الفاظ کا اضافہ کر دیتا ہے اور کبھی یہ فعل سہواً بھی سرزد ہوجاتا ہے اور اسکی بہت ساری مثالیں کتبِ فقہ میں موجود ہیں مثلاً :

① **هدایه** میں [ **كِتَابُ مَا يُوجِبُ الْقَضَاءَ وَالْكَفَّارَةَ** ] میں ایک اعرابی کی کفّارہ والی معروف حدیث وارد ہوئی ہے جو کہ ان الفاظ پر ختم ہوتی ہے :

(( **اَطْعِمْهُ أَهْلَكَ** )) [2] ”یہ اپنے گھر والوں کو کھلا دو“۔

اور بعض روایات کے آخری الفاظ ہیں :

(( **كُلْ أَنْتَ وَعِيَالُكَ تُجْزِيكَ** )) [3]

”تم خود بھی کھاؤ اور گھر والوں کو بھی کھلا دو، یہ تم سے کفایت کر جائیگا“۔

لیکن ہدایہ میں اسکے آخر میں یہ الفاظ بھی آگئے ہیں :

(( **وَلاَ يُجْزِئُ أَحَداً بَعْدَكَ** ))

”لیکن تمہارے بعد یہ کسی سے کفایت نہیں کرے گا“۔

جبکہ یہ الفاظ حدیث شریف کے نہیں ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہدایہ کی شرح بنایہ میں متنِ ہدایہ

---

[1] مختصراً از کتاب نتائج التقلید مولانا سندھو (ص:۱۹۹ تا ۲۰۰)، نیز دیکھیئے الکتاب المستطاب (ص۲۶۸)

[2] مشکوٰۃ ۱/۶۲۴

[3] الدرایہ تخریج الهدایه ۱/۲۱۹

میں ہی بین السطور ان الفاظ کے نیچے لکھ دیا ہے :

( هٰذا لَمْ يُرْوَ فِيْ كِتَابٍ مِّنَ الْحَدِيْثِ ) ①

''یہ الفاظ حدیث کی کسی کتاب میں نہیں ہیں''۔

② **هدايه** ہی کی **كِتَابُ الْحَجِّ** ، [ **بَابُ الْحَجِّ عَنِ الْغَيْرِ** ] میں خثعمیہ رضی اللہ عنہا کی مشہور حدیث ہے جسکے آخر میں ہے:

(( حُجِّيْ عَنْ أَبِيْكِ )) ② ''اپنے باپ کی طرف سے حج کرلو''۔

جبکہ ہدایہ میں ان الفاظ کے بعد: [وَاعْتَمِرِيْ] کا اضافہ بھی آ گیا ہے جو کہ صحیح نہیں اسی وجہ سے محشّی ہدایہ نے عینی شرح ہدایہ سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں :

( وَفِيْ رِوَايَةِ الْمُصَنِّفِ وَهْمٌ فَإِنَّ فِيْ حَدِيْثِ الْخَثْعَمِيَّةِ لَيْسَ ذِكْرُ الْإِعْتِمَارِ ) ③

''مصنف کی روایت میں وہم پایا جاتا ہے کیونکہ خثعمیہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں عمرہ کا کوئی ذکر نہیں ہے''۔

③ اسی طرح انہی اضافوں میں سے ہی ایک یہ بھی ہے کہ احناف چونکہ مسجد میں نمازِ جنازہ کو جائز نہیں سمجھتے لہٰذا صاحبِ ہدایہ نے **كِتَابُ الْجَنَائِزِ** [**بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى الْمَيِّتِ**] میں لکھا ہے:

( لَا يُصَلّٰى عَلٰى مَيِّتٍ فِي الْمَسْجِدِ جَمَاعَةً لِقَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم :

((مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ )) (فَلَا أَجْرَ لَهٗ ) ④

''اہلِ علم کی ایک جماعت مسجد میں نمازِ جنازہ کی قائل نہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: ''جس نے مسجد میں کسی کی نمازِ جنازہ پڑھی، اسے اسکا کوئی

---

① بحواله نتائج التقليد(ص: ۱۳۴)

② ابن ماجه بحواله الدرايه ۱/۲۹۹

③ بحواله نتائج التقليد(ص: ۱۳۵) ④ هدايه ۱/۱۸۱

اجر نہیں ملے گا‘‘۔

اسی حدیث کو صاحبِ **ھدایہ** کی طرح ہی غلط انداز سے شیخ عبدالحق دہلویؒ نے **اشعة اللّمعات شرح مشكوٰة** کی **كِتَابُ الْجَنَائِز** میں نقل کیا ہے، اور پھر انہی کے حوالہ سے مولوی نور محمد دہلویؒ نے بھی اپنی مطبوعہ مشکوٰۃ کی **كِتَابُ الْجَنَائِز** میں [**اشعة اللّمعات** کے حوالہ سے ] اس حدیث کو حاشیہ پر نقل کیا ہے، لہٰذا محشّی علّامہ عبدالحیؒ نے بنایہ سے **ھدایه** کے حاشیہ پر بھی نقل کیا ہے:

**(قَوْلُهُ :[فَلَا أَجْرَ لَهُ]، قَالَ ابْنُ عَبْدِالْبَرِّ: رِوَايَتُهُ فَلَا أَجْرَلَهُ خَطَأٌ فَاحِشٌ وَالصَّحِيْحُ:(( فَلَا شَيْءَ لَهُ)))** [1]

یہ ارشاد کہ: ’’اسے اس کا کوئی اجر نہیں ملے گا‘‘، ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ ان لفظوں سے یہ روایت سخت غلط ہے۔ صحیح یہ ہے کہ: ’’اسکے لئے کچھ بھی نہیں ہے‘‘۔

ہندی و مصری قلمی و مطبوعہ نسخوں میں سے کسی میں بھی [**فَلَا أَجْرَلَهُ** ] کے الفاظ سے حدیثِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نہیں ہے۔

④ ایسے ہی **ھدایه** میں ہے :

**( وَفِيْ رِوَايَةِ عُمَرَ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :[ لِلْمُطَلَّقَةِ الثَّلَاثِ النَّفقَةُ وَ السُّكْنٰى] )** [2]

’’اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سُنا: ’’تین طلاقوں والی عورت کے لئے نفقہ و رہائش کا حق ہے‘‘۔

جبکہ **تنقید الهداية**(ص:۲۶۵) کے حوالے سے مولانا اشرف علی صاحب سندھو رحمہ اللہ نے **نتائج التقلید** میں لکھا ہے کہ یہ الفاظ حدیث کی کسی بھی کتاب میں موجود نہیں ہیں۔ [3]

---

[1] **حاشیہ ھدایہ ۱/۱۸۱**

[2] **ھدایہ بحوالہ نتائج التقلید(ص: ۱۴۰)**

[3] **نتائج التقلید(ص: ۱۴۰)**

## غیر صحیح روایات و آثار کا معروف کتبِ حدیث کی طرف انتساب :

اپنے نظریات کو صحیح ثابت کرنے کی کوششوں میں سے ہی ایک یہ بھی ہے کہ عمداً یا سہواً غلط وموضوع احادیث کو مشہور کتبِ حدیث کی طرف منسوب کیا گیا جس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں :

① اصول الفقہ کی مشہور کتاب **توضیح تلویح** میں ایک مشہور ومعروف موضوع ومن گھڑت روایت ہے:

(يَكْثُرُ لَكُمْ مِّنْ بَّعْدِيْ الْأَحَادِيْثُ فَإِذَارُوِيَ لَكُمْ حَدِيْثٌ فَاعْرِضُوْهُ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ)

”میرے بعد حدیثیں بکثرت تمہارے سامنے آئیں گی، اگر کوئی حدیث سنو تو اسے قرآنِ کریم پر پیش کرو“۔

اس من گھڑت روایت کو **صحیح بخاری** کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ [1]

خود ہی یہ بھی لکھ دیا ہے کہ یحیٰ بن معینؒ کے بقول یہ حدیث زنادقہ کی گھڑی ہوئی ہے اور پھر اسکی تصدیق وثقاہت پر زور دیتے ہوئے لکھا ہے کہ چونکہ یہ حدیث امام بخاریؒ نے اپنی **صحیح** میں درج کر رکھی ہے لہٰذا اسکا انقطاع اور ابن معینؒ کی جرح وغیرہ اسکی ثقاہت پر اثر انداز نہیں ہوسکتی حالانکہ یہ حدیث **بخاری شریف** میں ہے ہی نہیں اور زنادقہ کی گھڑی ہوئی روایت بخاری میں ہو بھی نہیں سکتی تھی۔

② اسی پر بس نہیں بلکہ مؤلفِ **فصول الحواشی شرح اصول الشاشی** نے اس حدیث کی ثقاہت واضح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ جو کہ فنِ حدیث کے مشہور امام ہیں، جب انہوں نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں جگہ دی ہے تو اس کی صحت خود بخود ثابت ہوگئی اور جس قدر طعن اس حدیث پر کیئے گئے ہیں وہ سب غلط اور پا در ہوا ہو کر رہ گئے۔ [2]

---

[1] توضیح تلویح (ص: ۲۲۹) بحوالہ نتائج التقلید (ص: ۱۳۵)

[2] فصول الحواشی شرح اصولِ شاشی (ص: ۲۸۸) بحوالہ نتائج التقلید (ص: ۱۳۶)

اندازہ فرمائیں کہ پہلے سے سہو ہوا ہوتا تو امام یحیٰ بن معین کے الفاظ نقل کرنے کے بعد ہی **بخاری شریف** دیکھ لیتے اور پھر **شارحِ اصولِ شاشی** نے بھی یہ زحمت گوارہ نہ کی، اسطرح اور تو اور **بخاری شریف** کی متفقہ صحت کو بھی خطرے میں ڈال دیا۔

③ ایسے ہی مشکوٰۃ کی شرح **مرقاۃ**، جلد دوم [**بَابُ مَنْ صَلَّى صَلٰوتَيْنِ**] میں حضرت یزید بن اسود رحمہ اللہ سے مروی حدیث ہے، جس میں نبی ﷺ نے صبح کی نماز اکیلے پڑھنے والے شخص کو باجماعت نمازِ فجر ملنے پر دوبارہ نماز پڑھ لینے کا حکم فرمایا ہے، اس حدیث کے خلاف حضرت ملاّ علی قاریؒ لکھتے ہیں :

> **( وَفِيْهِ حَدِيْثٌ صَرِيْحٌ أَخْرَجَهُ الدَّارُقُطْنِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا صَلَّيْتَ فِيْ أَهْلِكَ ثُمَّ أَدْرَكْتَ فَصَلِّهَا)) (إِلَّا الْفَجْرَ وَالْمَغْرِبَ) ۞①**
>
> ”اس سلسلہ میں ایک صریح حدیث **دار قطنی** میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جس میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم اپنے گھر میں اکیلے نماز پڑھ چکے ہو اور پھر تمہیں جماعت مل جائے تو جماعت کے ساتھ وہ نماز دوبارہ پڑھ لو“۔ ”سوائے فجر و مغرب کے“۔

یہی روایت اسی غلط انداز سے مولوی نور محمد دہلویؒ کی مطبوعہ **مشکوٰۃ** کے حاشیہ پر بھی منقول ہے، جبکہ درحقیقت یہ روایت **سنن دار قطنی** میں قطعاً نہیں بلکہ اسکے برعکس **دار قطنی** میں تو **مشکوٰۃ شریف** والی یہی حدیثِ یزید بن اسود رضی اللہ عنہ ہی ہے جس میں نمازِ فجر بھی دوبارہ باجماعت پڑھ لینے کا باقاعدہ حکم وارد ہوا ہے اور اس میں (**إِلَّا الْفَجْرَ وَالْمَغْرِبَ**) کے الفاظ ہرگز نہیں ہیں۔ ۞②

---

۞① مرقاۃ ملّا علی قاری ۲/۱۱۸ .

۞② دیکھیئے: دار قطنی ۱/۱/۴۱۳، ۴۱۴ و نتائج التقلید (ص: ۱۳۸، ۱۳۹)

غرض غیر صحیح روایات کے معروف کتبِ حدیث کی طرف انتساب کی یہ تین مثالیں مشتے نمونہ از خروارے ہیں۔

## حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کی طرف غلط انتساب :

اسی طرح ہی هداية، كِتَابُ الصَّلٰوةِ میں ایامِ تشریق میں تکبیرات کے سلسلہ میں لکھا ہے:

( وَالتَّكْبِيْرُ أَنْ يَّقُوْلَ مَرَّةً وَاحِدَةً : (( اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ ، لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ)) ،( هٰذَا الْمَأْثُوْرُ عَنِ الْخَلِيْلِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ) ①

”تکبیر یہ ہے کہ صرف ایک مرتبہ یہ کہو :اَللّٰـهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَاللّٰـهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ، یہ تکبیر حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام سے ماثور ہے“۔

جبکہ اس تکبیر کے حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام سے ماثور و منقول ہونے کی تردید خود محشّی و شارح هدايه نے حاشیہ پر کر دی ہے، جس میں وہ امام زیلعی سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

( لَمْ أَجِدْهُ مَأْثُوْراً عَنِ الْخَلِيْلِ علیہ السلام ) ②

”یہ (تکبیر) میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ماثور نہیں پائی“۔

## خلفاء وصحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف انتساب میں اخطاء واوہام :

① کچھ ایسے ہی [هـدايـه، كِتَـابُ الصَّلٰوةِ ، بَابُ فِيْمَنْ يَّمُرُّ عَلٰى الْعَاشِرِ] میں صاحبِ هدايه نے لکھا ہے:

( يَأْخُذُ مِنْهُ الْعُشْرَ بِقَوْلِ عُمَرَ ) ③

---

① هدايه ١/ ١٧٥

② حاشيه هدايه مولانا عبد الحئ ١/ ١٧٥

③ هدايه ١/ ١٩٧

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بقول اس سے عُشر لے لے“۔

جبکہ یہ بات حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ سے ثابت ہی نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ علامہ عینیؒ نے **شرح ھدایہ** میں اسکی تردید کی ہے، جسے **محشی ھدایہ** علامہ عبدالحیؒ نے یوں نقل کیا ہے کہ علامہ عینیؒ نے کہا ہے:

**( قَوْلُ عُمَرَ غَرِيْبٌ لَمْ يُدْرَكْ )** ①

”حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا گیا یہ قول غریب وغیر ثابت ہے“۔

② **ھدایہ** ہی میں حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک روایت یوں لکھی ہے :

**( وَعَنْ عُثْمَانَ أَنَّهُ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، فَارْتَجَّ عَلَيْهِ فَنَزَلَ وَصَلّٰى )** ②

”حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ [منبر پر چڑھ کر صرف] **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ** ہی کہہ پائے تھے کہ اس درجہ مرعوب ہوئے کہ کانپ گئے [اور زبان سے مزید کچھ نہ فرمایا] بالآخر منبر سے اسی طرح اتر آئے اور نماز پڑھادی“۔

جبکہ اسکے حاشیہ میں لکھا ہے:

**( وَقَعَ فِي الْإِخْتِلَاطِ )**

”ان پر اختلاط غالب آگیا تھا [جسکی وجہ سے وہ **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ** کے سوا کچھ نہ کہہ سکے]“۔

جبکہ یہ واقعہ قطعاً غیر صحیح ہے، یہی وجہ ہے کہ شارح ھدایہ امام ابن الھمام نے **فتح القدیر شرح ھدایہ** میں لکھا ہے :

**( هٰذِهِ الْقِصَّةُ لَمْ تُعْرَفْ فِيْ كُتُبِ الْحَدِيْثِ بَلْ فِيْ كُتُبِ الْفِقْهِ )** ③

---

① حاشیہ ھدایہ ۱/۱۹۷ ② ھدایہ ۱/۱۶۹

③ حاشیہ ھدایہ ۱/۱۶۹، فتح القدیر شرح ھدایہ ۲/۳۰

”یہ قصہ کتبِ حدیث میں تو کیا، دوسری کتبِ فقہ میں بھی نہیں ہے“۔

## قرآنِ کریم کی آیات میں تغیّر وتبدّل اور کمی بیشی:

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اسکی حفاظت کی خود ذمہ داری لیتے ہوئے فرمایا ہے :

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۝﴾ (الحجر : ۹)

”اس قرآنِ کریم کو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم خود اسکے محافظ ہیں“ ۔

یہی وجہ ہے کہ کتابِ الٰہی ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کروڑوں انسانوں کے دماغوں اور سینوں میں اسطرح محفوظ ہے کہ اسے كَالنَّقْشِ فِي الْحَجَر بنا دیا ہے، لہٰذا یہ تو کسی کے لیئے ممکن نہیں کہ وہ کتاب اللہ میں کوئی ہیر پھیر یا کمی بیشی کر سکے اور وہ چھپی بھی رہے، ہاں بعض کتب میں سہواً اور بعض دوسری کتب میں سہواً یا عمداً چاہے کسی بھی شکل میں کسی آیت میں کوئی تبدیلی کی گئی تو وہ پکڑی گئی جس کی بعض مثالیں تو ذکر کی جا چکی ہیں دیکھیئے عنوان ”کتاب اللہ میں تحریف واضافہ“۔ ﴿۱﴾

اسی طرح بعض دیگر بھی ہیں چنانچہ:

① شیخ مرغینانیؒ نے فقہ حنفی کی نامور ومعتبر کتاب الهدایه کی [كِتَابُ الصَّلوٰةِ، بَابُ صِفَةِ الصَّلوٰةِ] میں ﴿ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا﴾ [الحج:۷۷] کی بجائے (وَارْكَعُوا وَاسْجُدُوا) لکھ دیا یعنی شروع میں واؤ زیادہ ڈال دی، اب ظاہر ہے کہ موصوف سے تو سہواً ایسا ہو گیا۔ ﴿۲﴾

بعد والے لوگوں میں سے کسی کو چاہیئے تھا کہ وہ اس زائد واؤ کو کتاب سے خارج کر دیتا، لیکن ایسا نہیں کیا گیا، ایک طویل عرصہ کے بعد علّامہ عبدالحیؒ لکھنویؒ نے ہمت کر کے مقدمہ هدایه میں یہ آواز اٹھائی کہ مصنفِ هدایه سے سہواً یہ واؤ لکھی گئی ہے، لیکن کتاب سے اس واؤ

---

﴿۱﴾ کتابِ زیرِ نظر، ص:۳۵۔۳۷

﴿۲﴾ هدایه .

کو وہ بھی نہ نکال سکے، جسے معلوم نہیں کیا کہا جا سکتا ہے؟

② اسی طرح ہی ماضی قریب میں علاّمہ شبلی نعمانی سے بھی قرآنی آیت میں کمی بیشی ہوئی اور وہ بھی ایک اختلافی مسئلہ میں اپنا موقف ثابت کرتے ہوئے وجود میں آئی۔

ایمان میں اعمال کے بقدر کمی بیشی [اَلْاِیْمَانُ یَزِیْدُ وَیَنْقُصُ] جمہور محدّثین واہلِ علم کا مسلک ہے، جبکہ فقہاءِ احناف ایمان وعمل کو دو الگ الگ اور جداگانہ چیزیں مانتے ہیں، لہٰذا اپنے اس نظریہ کو صحیح ثابت کرنے کی غرض سے اپنی معروف کتاب سیرت النعمان کے (ص:۷۴) [۱] پر ایک آیت ان الفاظ میں لکھی ہے :

( مَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰہِ فَلْیَعْمَلْ صَالِحاً )

”جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے وہ نیک عمل کرے“۔

جبکہ حفّاظِ قرآن بلکہ تمام اہلِ علم جانتے ہیں کہ اس سیاق کی کوئی آیت قرآن میں نہیں ہے، اور اگر یہ کوئی عام سا مسئلہ ہوتا اور علاّمہ موصوف نے یہ بھی نہ لکھا ہوتا کہ (حرفِ تعقیب آیا، جس سے اس بحث کا قطعی فیصلہ ہو جاتا ہے۔) تو اِسے سہو پر محمول کیا جا سکتا تھا، یا پھر موصوف کے تلامذہ ومعاصرین حتیٰ کہ بعد والوں نے ہی اس سہو کی تصحیح کر دی ہوتی تو سہو ہی شمار ہوتا، لیکن سیرت النعمان کئی بار چھپ چکی ہے، جسکے معیارِ صحت کو دوبالا کرنے کے ساتھ ساتھ اس پر حواشی بھی لکھے گئے ہیں لیکن اس آیت کی تصحیح نہیں کی گئی۔

ع ناطقہ سر بگریباں ہے، اسے کیا کہیئے۔

صاحبِ حسن البیان نے علاّمہ شبلی نعمانی ؒ کی ایسی ہی بعض دوسری غلطیاں بھی ذکر کی ہیں جہاں آیت نقل کرنے میں ان سے کمی بیشی سرزد ہوئی ہے، جسکی تفصیل ذکر کرنا باعثِ طوالت ہے۔ [۲]

---

[۱] طبع کریمی لاہور بحوالہ نتائج التقلید (ص : ۱۸۴) وحسن البیان مولانا محمد عبدالعزیز رحیم آبادي (ص:۱۷) طبع شیخ محمد اشرف لاہور۔

[۲] للتفصیل : نتائج التقلید (ص:۱۸۳ تا ۱۸۷) حسن البیان (ص:۱۴ تا ۱۸)

کچھ ایسی ہی بات شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ صاحب سے بھی انکی کتاب **ایضاح الادلّہ** میں ہوگئی، جسکی تفصیل تو ہم ذکر کر آئے ہیں جس پر تبصرہ حضرۃ العلاّم محدّثِ عصر مولانا سلطان محمود جلال پوریؒ کا ہے البتہ یہاں ہم مولانا حکیم محمد اشرف سندھو رحمہ اللہ کا تبصرہ بھی نقل کر دیتے ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

’’اب حفّاظِ قرآن یا کوئی شخص شروع سے لیکر آخر تک قرآنِ کریم پڑھ لے، کہیں بھی یہ آیت ہرگز نہیں ہے، اور یہ بھی اگر اُن سے سہواً ہوا ہوتا تو تیس سال کے بعد جب مطبع قاسمی دیوبند والوں نے اسکا دوسرا ایڈیشن چھاپا تو اسوقت ہی اسکی تصحیح کر دیتے۔ اور اگر وہ صرف اس آیت کی تصحیح کر دیتے تو اسکے بعد والی ایک آدھ نہیں بلکہ پوری سات سطروں کا کیا کرتے جنکی بنیاد ہی اس ’’غیر قرآنی آیت‘‘ یا قرآنی آیت میں اپنی طرف سے بڑھائے گئے الفاظ پر رکھی گئی ہے؟ اور پھر متنازع فیہ امور میں فیصلہ کیلئے بتائے گئے طریقہ کے سلسلہ میں اس معاملہ کو اللہ و رسول ﷺ کی عدالت میں پیش کرنے کا حکم تو قرآن میں ہے۔ اس پر [وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ] [1] کا اضافہ من گھڑت ہے، اور ستم ظریفی یہ کہ پھبتی یہ کسی جا رہی ہے کہ [آپ تو دونوں آیتوں کو حسبِ عادت متعارض سمجھ کر ایک کے ناسخ اور دوسری کے منسوخ ہونے کا فتوی لگانے لگیں گے۔] [2]

بھئی! جب قرآن میں ایسی کوئی آیت ہی نہیں ہے تو ناسخ و منسوخ کا فتویٰ کیوں ؟

قرآنِ کریم کھول کر دیکھ لیجیئے، پانچواں پارہ، پانچواں رکوع، سورۂ نساء (آیت:۵۹) پڑھ لیں، وہاں تو صرف اطاعت کے وقت اللہ و رسول ﷺ کے بعد اولی الأمر کا ذکر آیا ہے، اور منازعت و اختلاف کے وقت صرف اللہ و رسول ﷺ کا ذکر ہے، اولی الأمر کا نہیں، چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے :

﴿يَأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ

---

[1] یہ سورۂ نسآء، آیت:۵۹ کا حصہ ہے، مگر وہاں ﴿ وَالـرَّسُـوْلِ ﴾ کے بعد اس مقامِ ثانی پر ﴿وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ کے الفاظ نہیں ہیں۔

[2] نتائج التقلید مولانا سندھو ایضاً۔

فَـاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّأَحْسَنُ تَأْوِيْلاً ﴾ [ سورة النسآء : ۵۹]

”اے ایمان والو! اللہ اور اسکے رسول اور اُولی الأمر کی اطاعت کرو، اور اگر کسی معاملہ میں تنازعہ ہو جائے تو اُسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو، اگر تم اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتے ہو، یہی بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی اچھا ہے“

یہاں یہ بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ جب اطاعت کا تذکرہ کیا گیا ہے تو اللہ و رسول ﷺ کے ساتھ ﴿أَطِيْعُوْا﴾ کا لفظ آیا ہے، لیکن ﴿أُوْلِي الْأَمْرِ﴾ کے ساتھ یہ لفظ نہیں لایا گیا، تو گویا اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت علیٰ الاطلاق اور غیر مشروط ہے، جبکہ اولی الامر کی اطاعت علیٰ الاطلاق و غیر مشروط نہیں، بلکہ انکے لئے یہ شرط ہے کہ ان کا قول کتاب وسنّت کے مطابق ہو، ورنہ اطاعت نہیں کی جائیگی۔ ارشادِ رسالت مآب ﷺ: ((لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ)) کا بھی یہی مفہوم ہے۔ ①

③ رفع یدین کے موضوع پر ایک کتاب ”تحقیق مسئلہ رفع یدین“ شائع ہوئی ہے، جسکے مؤلف ابو معاویہ ماسٹر محمد امین اوکاڑوی اور ناشر [ابو حنیفہؒ اکیڈمی] ہے۔ اس کتاب میں دیگر دلائل سے قطع نظر ایک قرآنی آیت سے بھی رفع یدین نہ کرنے پر استدلال کیا گیا ہے اور یہ دلیل ماسٹر صاحب سے پہلے کسی حنفی امام وفقیہ یا عالم ومناظر کو نہیں سوجھی تھی یہ انکشاف انہی کا ہے انکی خود ساختہ وہ آیت اور اسکے ترجمہ کے اصل الفاظ یوں ہیں: ”نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ) ②

”اے ایمان والو! جن سے کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ روکے رکھو اور نماز قائم کرو“۔

---

① مسند احمد، مستدرک حاکم، معجم طبرانی کبیر، مسند ابی داؤد وطیالسی. صحیح الجامع: ۷۵۲۰. الصحیحہ: ۱۷۹. مشکوٰۃ: ۳۶۹۶.

② تحقیق مسئلہ رفع یدین (ص: ۶) بحوالہ مسئلہ رفع یدین پر ایک نئی کاوش کا تحقیقی جائزہ ازمولانا ارشاد الحق صاحب اثری، ص: ۱۱۔

ماسٹر صاحب اختلافی مسائل پر رسائل اور مناظرے وغیرہ کر کے پنجاب وغیرہ میں کافی شہرت پا چکے ہیں، انہوں نے آیت سازی اور ترجمانی میں بھی کمال ہی کر دکھایا ہے، مانعینِ رفع یدین کے علماء اور خصوصاً حفّاظِ قرآن ذرا بتائیں تو سہی کہ یہ آیت قرآن پاک کے کس پارے، کس سورت اور کس رکوع میں ہے؟ اور اسکا جو ترجمہ کیا گیا ہے وہ کیا درست ہے؟

بظاہر یہ اندازِ آیت سازی اور ترجمانی کسی حد تک فکرِ ناہموار اور دلائل سے تہی دستی کی بوکھلاہٹ کا نتیجہ لگتے ہیں، ورنہ قرآن کریم کی سورۂ نساء میں تو یہ آیت اسطرح ہے :

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ أَوْأَشَدَّ خَشْيَةً وَقَالُوْا: رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ لَوْلَآ أَخَّرْتَنَا إِلَى أَجَلٍ قَرِيْبٍ ، قُلْ مَتٰعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا﴾ [سورة النساء :۷۷]

”کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن سے کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ روکے رکھو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو؟ اب جو انہیں لڑائی کا حکم دیا گیا تو ان میں سے ایک فریق کا حال یہ ہے کہ لوگوں سے ایسا ڈر رہے ہیں جیسا اللہ سے ڈرنا چاہیئے یا کچھ اس سے بھی بڑھ کر، اور کہتے ہیں: اے ہمارے رب! یہ ہم پر لڑائی کا حکم کیوں لکھ دیا؟ کہہ دیجیئے! دنیا کا سرمایۂ زندگی تھوڑا ہے اور آخرت ایک متقی انسان کیلیئے زیادہ بہتر ہے اور تم پر ذرہ برابر ظلم بھی نہیں کیا جائے گا“۔

اندازہ فرمائیں کہ آیت کن کے بارے میں اور کن الفاظ سے ہے، لیکن مطلب برآری کیلیئے اسے کس سلسلہ میں اور کن الفاظ سے پیش کر دیا گیا ہے، سچ ہے ؎

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں ✧ کس درجہ ہوئے فقیہانِ حرم بے توفیق

④ بریلوی مکتبِ فکر کے بانی فاضل بریلوی کے افکار کی ترویج واشاعت کے وکیل مُفتی احمد یار خان صاحب بدایونی گجراتی نے ایک کتاب ”جاء الحق و زہق الباطل“ المعروف ”فیصلۂ مسائل“ کے نام سے لکھی تھی جسکا سرسری تعارف ہم اپنی کتاب ”قائلینِ رفع یدین کے دلائل“ میں سے حدیثِ حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ کے ضمن میں کروا چکے ہیں جبکہ اس کا تو نام ہی ”جاء الحق“ [نہند نامِ زنگی کافور] والی بات ہے، جسکی ایک مثال مذکورہ مقام پر بھی ذکر کی تھی۔ اور ”قراتِ فاتحہ“ نامی اپنی کتاب ① میں ہم ”مانعینِ قراءت کے دلائل“ کے ضمن میں بھی اشارہ کر چکے ہیں کہ موصوف نے اپنے نظریہ کے اثبات کے لیئے آئمہ کرام کے اقوال میں عجیب عجیب تاویلات کی ہیں اور اسی پر بس نہیں بلکہ بعض قرآنی آیات میں بھی کمی بیشی کرنے سے نہیں بچ پائے۔

چنانچہ ”جاء الحق“ حصہ دوم کے صفحہ (۳۹) پر ایک اعتراض ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

## اعتراض :

اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل یہی ہے کہ وہ امام کے پیچھے قراءت کرتے تھے، امام ترمذی اس حدیثِ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے تحت فرماتے ہیں:

( وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا الْحَدِيْثِ فِي الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِيْنَ )

”نبیٔ اکرم ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعینِ کرام رحمۃ اللہ علیہم میں سے اکثر اہلِ علم کے نزدیک امام کے پیچھے قراءت کرنے کے معاملہ میں اسی حدیث پر عمل ہے“۔

پھر اس اعتراض کو رفع کرنے کیلیئے اسکے کئی جواب دیئے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

## جواب :

اسکے چند جواب ہیں:

ایک یہ کہ امام ترمذی رحمہ اللہ کا یہاں ”اکثر“ فرمانا اضافی نہیں بلکہ حقیقی ہے، اسکے معنیٰ یہ نہیں

---

① یہ کتاب بھی طباعت کے لیئے تیار ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ.

کہ زیادہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تو امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتے تھے اور کم صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نہ پڑھتے تھے، بلکہ اکثر بمعنیٰ چند اور متعدد ہے، قرآنِ کریم فرماتا ہے :

(وَ كَثِيْرٌ مِّنهُمْ عَلٰى الْهُدٰى وَ كَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيهِمُ الضَّلَالَةُ )

''اور ان میں سے کثیر لوگ ہدایت پر ہیں اور کثیر لوگوں پر گمراہی چھا گئی ہے''۔

[خود تراشیدہ آیت]۔ [۱]

اندازہ فرمائیں کتنی بڑی جسارت ہے کہ اول تو معروف ومتبادر معنیٰ کو چھوڑ کر دُور کی کوڑی لائے ہیں اور پھر اپنے اس خانہ ساز معنیٰ وموقف کو ثابت کرنے کیلئے اپنی طرف سے ہی ایک آیت بھی تراش لی ہے اور اُسے قرآن کی طرف منسوب کر دیا ہے، حالانکہ قرآنِ کریم میں ان الفاظ سے کوئی آیت کہیں بھی نہیں ہے، بلکہ قرآن کریم میں :

① سورۂ اعراف کی آیت: [۳۰] تو اسطرح ہے :

﴿فَرِيْقاً هَدٰى وَ فَرِيْقاً حَقَّ عَلَيهِمُ الضَّلَالَةُ﴾

''ایک فریق کو ہدایت یافتہ کر دیا اور ایک فریق پر ضلالت وگمراہی چھا گئی''۔

② سورۂ حج کی آیت : [۱۸] کے درمیان میں یہ الفاظ ہیں:

﴿وَ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ، وَ كَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيهِمُ الْعَذَابُ﴾.

''اور لوگوں میں سے بھی کثیر افراد [اللہ کو سجدہ کرتے ہیں] اور بہت سے انسان ایسے ہیں جن پر عذاب طے ہو چکا ہے''۔

③ سورۂ حدید کی آیت: [۲۶] میں یوں ہے:

﴿ فَمِنهُمْ مُّهْتَدٍ وَ كَثِيْرٌ مِّنهُمْ فَاسِقُوْنَ﴾

''ان میں سے کسی نے ہدایت اختیار کی اور بہت سے فاسق ہو گئے''۔

④ سورۂ بقرہ کی آیت: [۲۶] میں یوں ہے:

---

[۱] جاء الحق حصه دوم (ص: ۳۹)

﴿يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا﴾

”اس سے اللہ بہتوں کو گمراہی میں مبتلا کر دیتا ہے اور بہتوں کو راہِ راست دکھلا دیتا ہے“۔

⑤ سورۂ نحل آیت :[۳۶] میں ہے:

﴿ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ﴾.

”ان میں سے وہ بھی ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت بخشی اور انہی میں سے ایسے بھی ہیں جن پر گمراہی چسپاں ہوگئی“۔

مفتی صاحب موصوف کی بیان کردہ آیت کہیں بھی تو نہیں، اپنی مطلب برآری کے لیئے یہ انکی اپنی ہی ایجاد کردہ ہے ۔

⑤ یہی مفتی صاحب اپنی کتاب ”جاء الحق“ حصہ دوم کے (ص:۲٦۷) پر ایک آیت اور اسکا ترجمہ یوں لکھتے ہیں :

(يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا وَيُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا)

”اس سے کثیر لوگوں کو ہدایت دیتا ہے اور اس سے بہتوں کو گمراہ کرتا ہے“۔

حالانکہ اس سیاق سے قرانِ کریم میں کوئی آیت نہیں ہے، اور جو ہے وہ سورۂ بقرہ کی آیت: [۲٦] ہے جو کہ بالکل دوسرے انداز سے ہے۔ [۱]

٦ ”بڑے میاں تو بڑے میاں، چھوٹے میاں سبحان اللہ“ کے مصداق یہ دو مثالیں تو بریلوی مکتبِ فکر کے وکیل جناب مفتی احمد یار خان صاحب بدایونی گجراتی کی ہیں کہ جہاں اُن سے قرآنِ کریم میں کمی بیشی کا ارتکاب ہوا ہے، جبکہ بڑے میاں اور اِس مکتبِ فکر کے بانی فاضل بریلوی اُن سے بھی دو قدم آگے نکل گئے ہیں، انہوں نے اپنی کئی کتابوں میں ایسا کیا ہے، مثلاً

---

[۱] نیز ملاحظہ فرمائیں: ہفت روزہ اہلحدیث لاہور جلد ۲۳ شمارہ ۲۵ یکم محرم ۱۴۱۳ھ / ۳ جولائی ۱۹۹۲ء مضمون مولانا محمد ایوب صاحب۔

اپنی کتاب ''احکامِ شریعت'' میں ایک جگہ علاّمہ عبدالحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ کے ایک فتویٰ کا جواب لکھتے ہوئے ایک آیت یوں لکھی ہے:

(وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَامُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَىٰ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَمْراً أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ [مِنْ أَنْفُسِهِمْ] وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالاً مُّبِيْناً) ①

''کسی مؤمن مرد اور کسی مؤمن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اسکا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کردے تو پھر اسے اپنے [نفس کے بارے] میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے اور جو کوئی اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا''۔

جبکہ قرآنِ کریم کی سورۂ احزاب، آیت: (۳۶) میں: [أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَنْفُسِهِمْ] نہیں بلکہ وہاں تو ﴿أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ﴾ ہے، اور موصوف نے اپنی ایک دوسری کتاب: الامن والعلیٰ (ص: ۱۲۹) میں بھی یہ آیت اسی طرح ہی لکھی ہے۔ ②

⑦ رسائلِ رضویہ میں شامل رسالہ '' الحجة المؤتمنه فی آیه الممتحنه '' میں الواحدُ القہّار کی طرف ایک فرمان ان الفاظ میں منسوب کیا ہے:

(مَنْ أَطَاعَ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ) ③

''جس نے رسول کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی''۔

جبکہ قرآنِ کریم کی سورۂ نسآء، آیت: [۸۰] میں تو الواحدُ القہّار نے یوں فرمایا ہے:

---

① احکامِ شریعت، ص: ۹۵ بحوالہ ہفت روزہ اہلحدیث جلد ۲۳ شمارہ ۴۱ بابت ۲۵ ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ ۲۳ اکتوبر ۱۹۹۲ء مضمون مولانا محمد ایوب صاحب مظفر گڑھی۔

② بحواله سابقه.

③ الحجة المؤتمنه فی آیه الممتحنه، ص: ۱۴۵ ضمن رسائل رضویہ بحوالۂ سابقہ۔

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ﴾

’’جو رسول کی اطاعت کرے اس نے اللہ کی اطاعت کی‘‘۔

⑧ ایسے ہی اپنی ایک کتاب ” تنویر الحجة لمن یجوّز التواء الحجه “ میں موصوف نے ایک آیت یوں لکھی ہے :

( وَلَا يُكَلِّفُ نَفْسَهَا اِلَّا مَا أَتٰهَا ) ①

’’اور نہیں تکلیف دیتا نفس کو سوائے اسکے جو اس نے اسے دیا‘‘۔

حالانکہ قرآنِ کریم کی سورۃ الطلاق، آیت:۷ میں تو یوں ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْساً اِلَّا مَا آتٰهَا﴾

’’اللہ نے جس کو جتنا کچھ دیا ہے اس سے زیادہ کا وہ اُسے مکلَّف نہیں کرتا‘‘۔

⑨ اسی طرح ’’حسام الحرمین‘‘ [اردو] میں ایک جگہ قرآنِ کریم کی ایک آیت ان الفاظ میں لکھی ہے:

(اِلَّا أَنْ يَّأْتِيَ اللّٰهَ ) ② ’’سوائے اسکے کہ وہ اللہ کے پاس آئے‘‘۔

قرآنِ کریم میں اِن الفاظ سے کوئی آیت کسی سورت میں نہیں ہے اور اگر ان کے پیشِ نظر سورۂ انعام کی آیت:[۱۵۸] ہو تو وہ یوں ہے :

﴿هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ﴾

’’کیا اب لوگ اِسکے منتظر ہیں کہ اُنکے سامنے فرشتے آ کھڑے ہوں یا تمہارا رب خود آ جائے؟‘‘۔

اگر سورۂ نحل کی آیت:[۳۳] پیشِ نظر ہو تو وہ اس طرح ہے :

﴿هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ أَمْرُ رَبِّكَ﴾

---

① **تنویر الحجه** (ص:۴) بحوالہ سابقہ ہفت روزہ۔

② **حسام الحرمین** اردو (ص:۱۲۹) بحوالہ سابقہ۔

’’اب جو یہ انتظار کر رہے ہیں تو اسکے سوا اَب باقی کیا رہ گیا ہے کہ فرشتے ہی آ پہنچیں یا تیرے رب کا فیصلہ صادر ہو جائے؟ ‘‘۔

⑩ ’’تجلّی الیقین‘‘ میں [جمالِ عدل] کے زیرِ عنوان ایک آیت اس طرح نقل کی ہے :

( وَاِنْ حَكَمْتَ بَيْنَهُمْ فَاحْكُمْ بِالْقِسْطِ )

’’اور اگر آپ انکے مابین فیصلہ کریں تو انصاف کے ساتھ کریں‘‘۔

جبکہ دراصل ان الفاظ سے قرآن مجید میں کوئی آیت نہیں ہے اور اگر ان کی مراد سورۂ مائدۃ کی آیت: [۴۲] میں وارد الفاظ ہیں تو وہ اس طرح نہیں بلکہ یوں ہیں :

﴿وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ﴾ [۱]

’’اور اگر آپ فیصلہ کریں تو پھر انکے مابین ٹھیک ٹھیک انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں‘‘۔

## الغرض :

یہاں ہم ان دس مثالوں پر ہی اکتفاء کر رہے ہیں یہ سب لفظی کمی بیشی اور ہیر پھیر کی مثالیں ہیں جبکہ معنوی ہیر پھیر کی بھی بکثرت مثالیں ملتی ہیں، جنکے لیئے فاضل بریلوی کے ’’کنز الایمان‘‘ نامی ترجمۂ قرآنِ کریم اور انکی بعض دوسری تصنیفات دیکھی جاسکتی ہیں، نیز ملاحظہ فرمائیں دنیا کے معروف اسلامی ادارہ [رابطۂ عالمِ اسلامی] مکہ مکرمہ اور [دارالِافتاء] الریاض کا مشترکہ نوٹیفیکیشن جس میں کنز الایمان میں وارد معنوی تحریفات اور عقائدِ اسلامی کی خلاف ورزیوں کو جمع کر دیا گیا ہے۔ ایسے ہی علاّمہ احسان الٰہی ظہیرؒ کی کتاب البریلویہ (عربی) اور اردو میں [بریلویّت] بھی چھپ چکی اور قابلِ مطالعہ ہے جو اپنے موضوع پر پہلی وسیع و وقیع کتاب ہے۔ ابھی حال ہی میں ڈاکٹر ابو جابر دامانوی کی کتاب ’’قرآن و حدیث میں تحریف‘‘ بھی شائع ہو گئی ہے جو کہ اپنے موضوع پر جامع و مدلل کتاب ہے۔ اسی طرح مولانا محمد ایوب

---

[۱] تجلّی الیقین، ص: ۲۱. بحواله سابقه ایضاً.

مظفر گڑھی کا ایک مقالہ بھی دیکھا جا سکتا ہے جو ’’کنز الایمان پر ایک نظر‘‘ کے عنوان سے ہفت روزہ ’’اہلحدیث‘‘ لاہور میں شائع ہوا ہے۔

یہاں اس بات کی وضاحت بھی کر دیں کہ ممکن ہے بعض حضرات یہ کہیں کہ آخر میں ذکر کی گئی آیات میں واقع ہونے والا تغیر مصنّف یا کاتب کے سہو کا نتیجہ ہے، عمداً مقصود نہیں تھا، تو اس سلسلہ میں یہ ماننے میں ہمیں کوئی باک نہیں کہ ایسا بھی ممکن ہے اور یہ بھی صرف آخری چند اور پہلے والے بعض مقامات پر، ورنہ بعض میں سہو ماننے کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے، جیسا کہ ساتھ ہی ایسے بعض قرائن بھی ذکر کیئے جا چکے ہیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابو عدنان محمد منیر قمر نواب الدین
ترجمان سپریم کورٹ، الخبر
وداعیہ متعاون، مراکزِ دعوت وارشاد
الدمام، الخبر، الظہران (سعودی عرب)

* * *

# فہرست مصادر و مراجع

1 القرآن الکریم

2 ایضاح الأدلّہ (طبع دوم قاسمی) مولانا محمود الحسنؒ، باہتمام مولانا حبیب الرحمٰنؒ، توزیع فاروقی کتب خانہ، ملتان۔

3 اختلافِ امت اور صراطِ مستقیم، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، طبع ماہنامہ بینات، کراچی۔

4 بذل المجہود شرح ابوداؤد مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ۔

5 البریلویہ علاّمہ احسان الٰہی ظہیرؒ ۔ بریلویت علاّمہ موصوفؒ

6 التحقیق الراسخ بأن أحادیث رفع الیدین لیس لھا ناسخ، حضرت العلاّم حافظ محمد محدّث گوندلویؒ۔

7 التلخیص الحبیر، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ، توزیع جامعہ سلفیہ، فیصل آباد۔

8 التعلیق المغنی علی الدار قطنی، علاّمہ شمس الحق عظیم آبادیؒ، طبع مدنی۔

9 جزء رفع الیدین امام بخاریؒ (مترجم اردو)، مولانا خالد گھرجاکھیؒ، طبع احیاء السنہ، گھرجاکھ گوجرانوالہ۔

10 جزء رفع الیدین، مولانا خالد گھرجاکھیؒ، طبع احیاء السنہ ایضاً۔

11 الجوہر النقی علی البیہقی، ابن الترکمانی ماوردیؒ، طبع بیروت۔

12 جاء الحق وزھق الباطل المعروف فیصلۂ مسائل، مفتی احمد یار گجراتی، طبع نعیمی کتب خانہ، گجرات۔

13 حسن البیان، علاّمہ محمد عبدالعزیز رحیم آبادیؒ۔

14 الدرایہ تخریج احادیث الہدایہ، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ، طبع مکتبہ علمیہ، ملتان۔

15 سنن ابوداؤد مع العون، طبع مدنی، بیروت۔

16 سنن النسائی مع التعلیقات السّلفیہ، طبع لاہور۔

17 سنن الترمذی مع التحفہ، طبع مدنی، بیروت۔

18 سنن بیہقی مع الجوہر النقی، طبع بیروت۔

19 سنن الدارقطنی مع التعلیق المغنی، طبع مدنی۔

20 سلسلہ الاحادیث الصحیحہ، علامہ البانیؒ، طبع بیروت۔

21 صحیح بخاری مع الفتح، امام بخاریؒ، طبع دارالافتاء، الریاض۔

22 صحیح مسلم مع النوویؒ، امام مسلمؒ، طبع بیروت۔

23 صحیح ابوداؤد، علاّمہ البانیؒ، طبع الریاض۔

24 صحیح الترمذی، علاّمہ البانیؒ، طبع الریاض۔

25 صحیح ابن ماجہ، علاّمہ البانیؒ، طبع الریاض۔

26 صحیح الجامع الصغیر، علاّمہ البانیؒ، طبع الریاض۔

27 صراطِ مستقیم اور اختلافِ امّت، مولانا ابوالاشبال صغیر احمد بتعلیقات حافظ صلاح الدین یوسف حفظہما اللہ

28 فتح الباری شرح صحیح بخاری، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ، طبع دارالافتاء، الریاض۔

29 فقہ الصلوٰۃ (جلد دوم)، محمد منیر قمر حفظہ اللہ، مکتبہ کتاب وسنّت ریحان چیمہ، سیالکوٹ ۔

30 فتح القدیر شرح ہدایہ، علاّمہ ابن الہمامؒ حنفی، طبع بیروت۔

31 فصل الخطاب، علاّمہ انور شاہ کشمیریؒ حنفی، مطبوع علی ھامش الکتاب المستطاب للمحدّث عبداللہ روپڑیؒ، طبع لاہور۔

32 قرآن وحدیث میں تحریف۔ ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی حفظہ اللہ۔

33 الکتاب المستطاب، محدث روپڑیؒ، طبع الادارۃ المحمدیہ نشتر روڈ لاہور۔

34 مسند الحمیدی، بتحقیق مولانا خالد گھرجاکھیؒ، طبع اہلحدیث ٹرسٹ، کراچی۔

35 مشکوٰۃ، بتحقیق البانیؒ، طبع بیروت۔

36 مسئلہ رفع الیدین پر ایک نئی کاوش کا تحقیقی جائزہ، مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ، طبع دار الدعوۃ السّلفیہ، لاہور۔

37 نصب الرایۃ، تخریج احادیث ہدایہ، علاّمہ زیلعیؒ، طبع المجلس العلمی۔

38 نتائج التقلید، مولانا حکیم محمد اشرف سندھوؒ، طبع دہلی وادارۃ دعوۃ الحق بمبئی۔

39 ہدایہ اولین، طبع ملتان۔

40 تحفۂ حنفیہ ابوصہیب۔

## جرائد ومجلّات

(41) ۲۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور

(42) ۳۔ ہفت روزہ الاسلام لاہور [ضم شدہ در ہفت روزہ اہلحدیث]

(43) ۴۔ ہفت روزہ اہلحدیث لاہور

(44) ۵۔ ماہنامہ صراطِ مستقیم برمنگھم، برطانیہ

## فہرستِ مطبوعاتِ توحید پبلیکیشنز (بنگلور)

| نمبر | کتاب | نمبر | کتاب |
|---|---|---|---|
| 1 | بدعات اوران کا تعارف | 17 | سَازوآوازیا گاناوموسیقی |
| 2 | نمازِ پنجگانہ کی رکعتیں مع نمازِ وتر | 18 | نماز میں کی جانے والی غلطیاں اور کوتاہیاں |
| 3 | مختصر مسائل واحکامِ رمضان، روزہ اور زکوٰۃ | 19 | آدابِ دعاء (شرائط، اوقات، مقامات) |
| 4 | مختصر مسائل واحکامِ طہارت ونماز | 20 | رَفْعُ الْیَدَیْن؛ دلائل وتحقیق |
| 5 | زیارتِ مدینہ منوّرہ۔احکام وآداب | 21 | جنتی عورت |
| 6 | ٹوپی وپگڑی سے یا ننگے سر نماز؟ | 22 | مختصر مسائل واحکام نمازِ جنازہ |
| 7 | جشنِ عیدِ میلاد؛ یومِ وفات پر! | 23 | عملِ صالح کی پہچان |
| 8 | دنیوی مصائب ومشکلات (حقیقت، اسباب، ثمرات) | 24 | ارکانِ ایمان (ایک تعارف) |
| 9 | مختصر مسائل واحکامِ حج وعمرہ اور قربانی وعیدین | 25 | فضائلِ رمضان وروزہ |
| 10 | دین کے تین اہم اصول مع مختصر مسائلِ نماز | 26 | براءۃِ اہلِ حدیث |
| 11 | استقامت (راہِ دین پر ثابت قدمی) | 27 | خوشگوار زندگی کے ⑫ اصول |
| 12 | شکوک وشبہات کا ازالہ | 28 | امامت کے اہل کون؟ |
| 13 | دعوۃ الیٰ اللہ اور داعی کے اوصاف | 29 | اندھی تقلید اور تعصّب میں تحریفِ کتاب وسنت |
| 14 | تعویذ گنڈوں اور جنّات وجادُو کا علاج | 30 | تلاشِ حق کا سفر |
| 15 | نمازِ تراویح (حرم میں تراویح اور علماء کے فتاویٰ) | 31 | مُعَوِّذَتین ☆ فضائل، برکات، تفسیر |
| 16 | مَردوزَن کی نماز میں فرق؟ | 32 | جہیز اور جوڑے کی رسم |

اگر آپ ان کتابوں کی اشاعت کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اس پتے پر رابطہ قائم کریں:

**Email to: tawheed_pbs @hotmail.com**

# علماءِ امت کی ذمہ داریاں

① نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے:

”بے شک علماء انبیاء کرام کے وارث ہوتے ہیں اور انبیاء اپنے ورثہ میں درہم و دینار چھوڑ کر نہیں جاتے بلکہ ان کا ورثہ علم ہوتا ہے پس جس نے اس علم کو حاصل کیا تو اس نے ایک وافر حصہ لے لیا۔“ (ترمذی)

اللہ تعالیٰ نے قرآن وحدیث کا وارث اور حامل علماءِ کرام کو بنایا اور ان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس علم کو اُمت کی طرف منتقل کرتے رہیں۔ علماءِ کرام قرآن وحدیث کے علم کو اُمت تک پہنچانے اور منتقل کرنے کے لیئے واسطہ کا کام سرانجام دیتے ہیں اور علماءِ کرام لوگوں کو اپنی اطاعت و پیروی کی دعوت نہیں دیتے بلکہ وہ لوگوں کو قرآن وحدیث کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اور قرآن وحدیث سے ثابت شدہ مسائل سے انہیں آگاہ کرتے رہتے ہیں۔

② علماءِ کرام سے مسائل میں بعض اوقات غلطی کا صدور بھی ہو جاتا ہے اور غلطی کو پہچان بھی نہیں پاتے کیونکہ ان کے ساتھ وحی کا سلسلہ نہیں ہوتا کہ انہیں فوری طور پر غلطی پر متنبہ کر دیا جائے۔ وحی کا سلسلہ صرف انبیاء کرام علیہم السلام کی خصوصیت ہے۔ علاوہ ازیں علماء انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح غلطیوں سے پاک نہیں ہوتے۔ عصمت صرف انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے یعنی وہ معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں۔

③ قرآن وحدیث میں رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی عالم، امام وغیرہ کی اطاعت و پیروی کا حکم نہیں دیا گیا ہے اور نہ اس اُمت کو کسی کی تقلید کا پابند بنایا گیا ہے۔ کچھ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ: ① آئمہ اربعہ میں سے کسی ایک امام کی تقلید واجب ہے۔ ② اب (موجودہ دور میں) تقلیدِ شخصی ضروری ہے۔ ③ تقلید پر اجماع ہے وغیرہ۔

لیکن یہ تمام دعوے غلط ہیں اور متعصبین کے مشہور کردہ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی اتباع و پیروی کے علاوہ کسی اُمتی کی تقلید واجب نہیں۔ لہٰذا تقلید کا ترک کرنا واجب ہے۔ اندھی تقلید بھی گمراہی ہے اور ترکِ تقلید پر صحابہؓ کرام رضی اللہ عنہم اور سلفِ صالحین کا اجماع ہے۔

## ANDHI TAQLEED O TA'ASSUB MEIN
## TEHREEF-E-KITAB-O-SUNNAT

Published By
توحید پبلیکیشنز
Tawheed Publications
#43, S.R.K. Garden, Bangalore-41
URDU
29